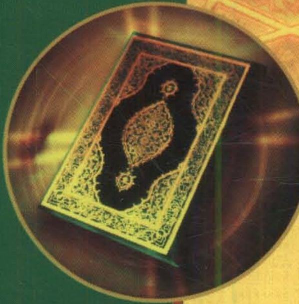


إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ

بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ (لقمان:13)

شرک

کی ہولناکیاں اور تباہ کاریاں

قرآن وسنت کی روشنی میں



تالیف: محمد دین عابد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرک کی ہولناکیاں
اور تباہ کاریاں

(قرآن وسنت کی روشنی میں)

مؤلف...... محمد دین عابد
چیف ٹیک (ریٹائرڈ)

کتاب .... شرک کی ہولناکیاں اور تباہ کاریاں
ترتیب .... محمد دین عابد چیف ٹیک (ریٹائرڈ)
اہتمام .... حافظ سجاد انور منصور
اشاعت اوّل .... ستمبر 2012ء
تعداد 1,100
اشاعت دوم .... اپریل 2013ء
تعداد 1,100

کتاب ملنے کا پتہ

- شیخ محمد انور الیاس پارک، گلی نمبر 4، فیصل آباد 0323-9640750
- محمد لیسین السیف کارپوریشن، بسٹہ سٹاپ، مانانوالہ، شیخوپورہ روڈ، فیصل آباد 041-8751966
- مشتاق احمد شام نگر اسٹیٹ ایجنسی، کوکیانوالہ روڈ، فیصل آباد 0321-7603410
- محمد ارشد ایشیاء چاول، ستیانہ روڈ، فیصل آباد 0333-6557912
- شیخ منور، منور اسٹیٹ ایجنسی گلشن حیات ٹاؤن، فیصل آباد 0301-8509191

فہرست

باب دوم......شرک کے نقصانات

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

شرک ایک ایسی لعنت ہے جو انسان کو جہنم کے گڑھے میں پھینک دیتی ہے، قرآن حکیم میں شرک کو بہت بڑا ظلم قرار دیا گیا ہے۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ○ (لقمان:13)

''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

پہلی قوموں کی تباہی اور بربادی کا سبب شرک ہی تھا، کارخانہ قدرت میں غور وخوض کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سب کچھ جو اللہ تعالیٰ نے کائنات میں پھیلا رکھا ہے یہ صرف اُس کی طاقت اور قدرت کا کمال ہے، کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے کہ ایک ذرہ بھی پیدا کر سکے تو پھر کیوں اس عظیم ہستی کے ساتھ کسی اور کو شریک کیا جائے؟ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کی پیدا کردہ ہے اور پھر جو کچھ زمین کے اوپر ہے ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔صرف اسی کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔ارشاد باری ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ○ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ○ (رحمٰن:26-27)

''جو کچھ زمین پر ہے سب کچھ فنا ہونیوالا ہے اور تیرے رب کی عظمت اور بزرگی والی ذات ہی باقی رہنے والی ہے۔''

اتنا کچھ سمجھنے اور جان لینے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، طاقت وقدرت، اختیارات، افعال وکمالات اور اس کے حکم میں کسی اور کو شریک بنائے گا تو اس سے بڑی گمراہی اور کیا ہو سکتی ہے۔

بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو شرک کے مفہوم کو نہیں سمجھتے، شرک کرنے کے

باوجود کہتے ہیں کہ وہ شرک نہیں کررہے۔ ان کے نزدیک شرک صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا کوئی اور رب بنالیا جائے اور اس کی عبادت کی جائے اصل میں وہ شرک کی حقیقت سے ناواقف ہیں، اسی لئے تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ انہوں نے کون سا کوئی اور رب بنایا ہے، لیکن وہ یہ بات کیوں بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ اس کی صفات و طاقت، قدرت، افعال و کمالات اور اختیارات میں کسی اور کو اس کا معاون سمجھنا بھی تو شرک ہی ہے۔

ہر شخص جانتا ہے کہ شیر ایک طاقتور درندہ ہے جو دوسرے جانوروں کا شکار کرتا ہے اور انہیں فوراً دبوچ لیتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی بکری کے متعلق بھی یہ نظریہ قائم کرلے کہ بکری بھی دوسرے جانوروں کا شکار کرسکتی ہے اور اپنی طاقت کے جوہر دکھا سکتی ہے تو ایمانداری سے بتائیں کہ یہ شیر اور بکری کا مقابلہ نہیں تو اور کیا ہے؟ اسی طرح مخلوق کا خالق کے ساتھ مقابلہ کرانا اور یہ سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہستی بھی ہے جو غیبی طاقت، قدرت اور اختیار سے انسان کی مدد کرسکتی ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کرسکتا ہے تو سوچیں یہ چیز کس زمرے میں آئے گی؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ○ (اخلاص: 4)

”اور کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔“

یعنی اس کی ذات وصفات اور افعال میں کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔

ایک اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ (سباء:27)

”کہہ دیجئے! مجھے بھی دکھاؤ تو وہ شریک جو تم نے اس سے ملائے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہی اللہ ہے غالب باحکمت۔“

یعنی جن کو تم اللہ تعالیٰ کی قدرت، اختیار اور افعال میں شریک ٹھہرا کر اللہ کے

مقابلے میں کھڑا کر رہے ہو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ ہی ہر چیز پر غالب ہے اور اس کے ہر کام اور قول میں حکمت ہے اور اس کا کوئی نظیر ہے نہ ہم سر۔

اگر اس چیز کی انسان کو سمجھ آجائے تو وہ کبھی بھی شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔

شرک کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ پہلے تو انسان جلدی سمجھتا نہیں، لیکن جب شرک کی حقیقت سے روشناس ہو جاتا ہے تو پھر کبھی بھی شرک کی دلدل میں نہیں پھنستا، اس کا مکمل بھروسہ اور یقین اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہوتا ہے۔

میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شرک کی حقیقت اور اس کے نقصانات کو قرآن وسنت کی روشنی میں سمجھانے کی پوری کوشش کی ہے، کوئی موضوع ایسا نہیں جس میں قرآن وحدیث کا حوالہ نہ دیا گیا ہو۔ کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، پہلے باب میں شرک کی حقیقت اور دوسرے باب میں شرک کے نقصانات کا ذکر کیا گیا ہے اور کتاب اصلاحی نقطہ نگاہ سے لکھی گئی ہے اور بالکل سادہ زبان استعمال کی گئی ہے تاکہ آسانی سے سمجھ آسکے۔ کسی بھی چیز کو سمجھنے کے لئے ہر انسان کو ضد، بغض، عناد، تعصب اور ہٹ دھرمی سے پاک ہو کر قرآن وحدیث کو معیار سمجھتے ہوئے اور اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے مطالعہ کرنا چاہئے، کوئی ایسی وجہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے حقیقت کو سمجھنے میں اس کے لئے راہیں آسان نہ کر دے یہ کتاب رضائے الٰہی کے لیے تقسیم کی جارہی ہے۔ میں ان ساتھیوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں جنہوں نے میری اس محنت، کوشش اور اس صدقہ جاریہ میں میرے ساتھ تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی سمجھ عطا فرمائے اور ہماری دنیا اور آخرت بہتر بنائے۔ آمین

اخوکم فی الاسلام
محمد دین عابد
چیف ٹیک (ریٹائرڈ) پاکستان ایئر فورس
0321-7818526

تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

ہمارے بڑے ہی پیارے بھائی محمد دین عابد ﷾ قلم وتحریر کے ذریعے نہایت عالیشان اور قابل قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں..... چنانچہ اس سے قبل آپ کی متعدد گرانقدر تصانیف علمی دنیا سے خراج تحسین وصول کر چکی ہیں۔

زیر نظر کتاب ''**شرک کی ہولناکیاں اور تباہ کاریاں**'' محترم محمد دین عابد ﷾ کا خاص علمی شاہکار اور عوام وخواص کے لئے دلچسپ ودلنشیں اور عجیب وغریب تحفہ ہے۔ انداز تحریر انتہائی شیریں، دلکش، مدلل اور بہت ہی پیارا ہے۔ ہر فقرہ مصنف کے علمی ذوق اور حسنِ کلام کا آئینہ دار ہے۔ اندازِ ترتیب اور حسن تحریر کے اعتبار سے یہ تصنیف اپنے عنوان کی تمام تصانیف میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔

مختصر یہ کہ اس کتاب کی خوبیاں پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں، عوام وخواص کے لئے یکساں مفید اور ایک علمی خزینہ ہے۔ ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔ یہ کتاب معنوی اور صوری خوبیوں کا مرقع ہے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ درخواست ہے کہ فاضل مصنف کے علم وعمل اور انداز بیان وتحریر میں مزید برکات نصیب فرمائے (آمین)

حبیب الرحمٰن مدنپوری

فاضل علوم عربی اسلامیات

24-05-2012

تقریظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ۔

چند روز قبل میرے دینی بھائی شیخ محمد انور برادر شیخ عبدالستار رحمہ اللہ (چھپڑ بازار، مدینہ مارکیٹ چکوال) نے مجھے ایک کتاب بعنوان ''شرک کی ہولناکیاں اور تباہ کاریاں'' تحفۃً دی جس کے مؤلف محترم محمد دین عابد حفظہ اللہ ہیں۔ کتاب میں شرک کی حقیقت اور نقصانات کے تحت بہت سے عنوانات قائم کر کے قرآن مجید سے شواہد پیش کیے گئے ہیں تا کہ شرک سے مکمل اجتناب کیا جائے اور جہنم کا ایندھن بننے سے بچا جا سکے حدیث قدسی ہے رب کائنات نے فرمایا اگر ابن آدم زمین و آسمان کے مابین جو خلاء ہے اسے گناہوں سے بھر کر لے آئے لیکن اس میں شرک کا گناہ نہ ہو تو اللہ چاہے تو سب کو معاف کر دے مگر شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا (النساء:116)

''اللہ اس بات کو قطعاً نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے البتہ شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔''

شرک اس طرح انسانی عقل کو ماؤف کر دیتا ہے کہ انسان کو ہدایت گمراہی اور گمراہی ہدایت نظر آتی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف نے شرک کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا۔ دوسرے باب میں شرک کے نقصانات سے آگاہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ جن کو اللہ کے سوا مافوق الاسباب پکارا جاتا ہے وہ نہ تو سفارش کر سکیں گے نہ وہ

تمہاری کوئی فریاد سن سکتے ہیں اور جواب دینا تو در کنار۔ معبودانِ باطل تو ذرا برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔

معبودانِ باطل کی بے بسی کا تذکرہ ایک حدیث قدسی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

''اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو میری طرح پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اگر کسی میں واقعی یہ قدرت ہے تو وہ ایک ذرہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دکھا دے۔''

(صحیح بخاری کتاب اللباس:2006)

الغرض یہ کتاب شرک کے موضوع پر ایک لاجواب تحفہ ہے۔ امید ہے اس کی اشاعت سے کفر و شرک کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جائے گا، شرک کے بادل اور کالی گھٹائیں چھٹ جائیں گی توحید آشکارا ہو جائے گی اور اس پر عمل کرنے والے موحدین دین و دنیا میں سرخرو ہوں گے اور کامیابی کے ساتھ رحمت الٰہی کے مستحق بنیں گے۔ رب العالمین اس کتاب کو مؤلف اور اس کے معاونین کیلئے اُخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ مؤلف نے اس کتاب کے علاوہ دیگر کتب بھی تالیف فرمائی ہیں جو عوام اور خطباء کیلئے یکساں مفید ہیں۔ خطباء حضرات ان کے مطالعہ سے بہت سارے خطبات جمعہ پڑھا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ محترم محمد دین عابد صاحب کو مزید دین حنیف کی سربلندی کیلئے تحریری کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکپائے بزرگان دین

محمود الحسن غفنفر

رئیس وخطیب مرکز اہلحدیث جامعہ محمدیہ، چکوال

یکم مارچ بروز جمعۃ المبارک 2013ء

باب اوّل

شرک کی حقیقت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شرک کی حقیقت

شرک کا مفہوم

شرک کے معنی شریک کرنے کے ہیں، اسلامی اصطلاح میں شرک کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات میں یا ان صفات کے لازمی تقاضوں میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے، یا یوں سمجھنے کی کوشش کریں کہ اللہ اور بندے کے درمیان یقین کی حد میں خلل پیدا کرنے والی چیز کو شرک کہتے ہیں۔

مثلاً ہر مسلمان کا اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی صفات اور ان صفات کے تقاضوں پر پختہ یقین ہے، اگر اس یقین میں جو اللہ اور بندے کے درمیان بندھ چکا ہے، کوئی کمی، خرابی یا خلل پیدا ہوگا تو سمجھ لیں کہ یہ شرک کا موجب ہوگا۔

ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے اس کی کوئی اولاد نہیں ہے، اگر اس یقین میں خلل پیدا ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی اولاد بھی ماننی پڑے گی جیسا کہ عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کیا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات پر ہر مسلمان کا پختہ یقین ہے، اگر اس یقین میں خلل پیدا ہوگا، تو پھر اللہ تعالیٰ کی صفات کسی دوسرے میں بھی ماننی پڑیں گی اور یہی شرک ہوگا۔

مثلاً ہمارا یقین ہے کہ تمام مخلوق کا رازق اللہ تعالیٰ ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی صفت ہے جیسا کہ قرآن نے اس کی یوں وضاحت کی ہے:

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

"زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہیں۔'' (ھود:6)

یعنی اللہ زمین پر چلنے والی ہر مخلوق، انسان ہو یا جن، چرند ہو یا پرند، چھوٹی ہو یا بڑی، بحری ہو یا بری، ہر ایک کو اس کی ضروریات کے مطابق خوراک مہیا کرتا ہے۔

یہ ہمارا پختہ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سب کا کفیل اور روزی کا ذمہ دار ہے، اس کے علاوہ کوئی روزی نہیں دے سکتا۔ اگر اس یقین میں خلل پیدا ہو جائے یا اللہ کی ذات سے یقین اٹھ جائے تو پھر انسان اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کو روزی دینے والا سمجھنے لگ جاتا ہے اور سمجھ لیں کہ یہی اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہوگا جیسا کہ آج کل کچھ نام نہاد مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو یقین تھا، اس میں خلل پیدا ہو گیا ہے تبھی تو انہوں نے ''تیرا کھاواں میں تیرے گیت گاواں یا رسول اللہ ﷺ'' کے ترانے گانے شروع کر دیئے ہیں یعنی نبی ﷺ کو بھی رازق سمجھ لیا ہے۔

میرے مسلمان بھائیو! خدا کے لئے اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی کو شریک نہ کرو۔ یہ قرآن کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے حالانکہ قرآن تو یہ کہہ رہا ہے کہ

إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ○ (الذاريات:58)

''اللہ ہی تو رزق دینے والا زور آور (اور) مضبوط ہے۔''

قرآن کی کسی ایک آیت اور پورے ذخیرہ احادیث میں یہ چیز نہیں ملے گی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور بھی رازق ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہی سے روزی طلب کرو، اس کی اطاعت اور اس کی طرف انابت ہی رزق حاصل کرنے کا بہت بڑا سبب ہے، اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان جو پختہ یقین ہے کہ اللہ ہی روزی دینے والا ہے اس یقین میں خلل پیدا نہ کرو، ورنہ شرک میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔

اسی طرح ہمارا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی شفا دینے والا ہے اور وہی اولاد دینے والا ہے، وہی صحت وتندرستی دینے والا ہے، وہی کھوٹی قسمتیں کھری کرنے والا ہے، وہی ڈوبی ہوئی بیڑیاں تارنے والا ہے، وہی مشکل کشا ہے اور وہی حاجت روا ہے۔ اگر

یہ ساری صفات ہم مخلوق میں ماننا شروع کر دیں گے تو سمجھ لیں کہ اللہ کی ذات پر جو ہمارا یقین تھا وہ اُٹھ گیا ہے اور اس میں خلل پیدا ہو گیا ہے اور یہی چیز شرک کہلائے گی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات کے جو تقاضے ہیں ان پر ہمارا پختہ یقین ہے مثلاً امیدیں صرف اللہ تعالیٰ سے وابستہ کی جا سکتی ہیں، مدد صرف اسی سے مانگی جا سکتی ہے، توکل بھروسہ صرف اسی پر کیا جا سکتا ہے، ڈر اور خوف صرف اسی کا رکھا جا سکتا ہے، دعا صرف اسی سے مانگی جا سکتی ہے، اگر یہی چیزیں مخلوق میں کسی کو منسوب کر دیں گے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان چیزوں کے بارے میں جو یقین تھا اس میں خلل پیدا ہو گیا ہے بس یہی چیز شرک ہے۔ میں نے شرک کے مفہوم کو سمجھانے کے لئے یہ یقین کا لفظ استعمال کیا ہے تاکہ اچھی طرح سمجھ آ سکے کہ حقیقت میں شرک کس کو کہتے ہیں۔

اگر کوئی شرک کے مفہوم کو سمجھنا چاہتا ہے تو یہ الفاظ ذہن میں بٹھا لے کہ

> ''اللہ اور بندے کے درمیان یقین کی حد میں خلل پیدا کرنے والی چیز کو شرک کہتے ہیں۔'' یعنی کسی بھی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر جو ہمارا یقین ہے اگر وہ یقین اللہ تعالیٰ سے ہٹ کر مخلوق کی طرف ہو گیا تو سمجھ لیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کو سونپ دی ہیں، پس یہی چیز شرک ہے۔''

شرک کی قسمیں

شرک کی تین قسمیں ہیں:

1۔ اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنا

2۔ اللہ کی صفات میں کسی کو شریک کرنا۔

3۔ صفاتِ الٰہی کے لازمی تقاضوں میں کسی کو شریک کرنا۔

آیئے اب شرک کی ان تینوں قسموں کی حقیقت کو سمجھئے:

1۔اللہ کی ذات میں شرک

اللہ کی ذات میں کسی کو شریک کرنے کی عملی صورتیں یہ ہیں۔

1......کسی کو اللہ تعالیٰ کا باپ یا اولاد سمجھ لیا جائے۔

2......کسی کو اللہ تعالیٰ کا ہم جنس قرار دیا جائے۔

3......یہ تصور کرلیا جائے کہ وہ کسی اور ہستی کے ساتھ مل کر ایک قالب ہوگیا ہے۔

4......یہ تصور کرلیا جائے کہ وہ کسی مخلوق کی شکل اختیار کرکے نمودار ہوا کرتا ہے یعنی کوئی مخلوق اس کا اوتار ہوسکتی ہے، مثلاً اہل عرب فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور جنوں کو اس کی ذات برادری سمجھتے تھے، اسی طرح عیسائیوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا اکلوتا بیٹا اور اس کا اوتار قرار دیا ہے، یہ سب اللہ کی ذات میں ہی شرک کی قسمیں ہیں۔

2۔اللہ کی صفات میں شرک

اس دوسری قسم کے شرک کی عملی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن صفات سے متصف ہے، ان میں سے کوئی صفت کسی اور کے اندر بھی پائی جاتی ہے، مثلاً علم اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ کھلی اور چھپی ہوئی ہر بات کو جانتا ہے، اسکے لئے غائب بھی حاضر ہے، گزرا ہوا یا آنے والا زمانہ بھی اسکے لئے حال کا زمانہ ہے۔اب اگر کوئی یہ خیال کرے کہ فلاں مخلوق بھی اسی طرح ہر بات جانتی ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں شرک ہوگا۔

3۔صفات الٰہی کے لازمی تقاضوں میں شرک

یہ شرک کی تیسری قسم ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ صفات الٰہی کے جو تقاضے ہیں ان کو اللہ ہی کے لئے خاص نہ سمجھا جائے بلکہ انہیں یا ان میں سے کسی ایک کو بعض

دوسری ہستیوں کے لئے بھی ثابت اور موجود مان لیا جائے، مثلاً صفات الٰہی کا ایک تقاضا یہ ہے کہ حقیقی اطاعت اور محبت صرف اللہ کا حق ہے، اب اگر کوئی کسی اور سے بھی ایسی محبت اور عقیدت رکھے یا اسے اسی طرح کی اطاعت کا مستحق قرار دے تو یہ صفات الٰہی کے تقاضوں میں غیر اللہ کو شریک ٹھہرانا ہوگا۔

اسی طرح ان صفات کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ دعا صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے اب اگر کوئی شخص مخلوق سے دعا مانگنا شروع کر دے تو صاف ظاہر ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا حق چھین کر کسی دوسرے کو دے دیا اور یہ بھی صفات الٰہی کے تقاضوں میں دوسروں کو شریک کرنا ہوگا اسی طرح ان صفات کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ اقتدار اعلیٰ صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، حکم دینے اور قانون بنانے کا حق صرف اُسی کو پہنچتا ہے، اسی طرح اگر کسی اور کو بھی یہ حیثیت دے دی جائے خواہ وہ ایک فرد ہو یا بہت سے افراد کا مجموعہ ہو تو یہ شرک ہے۔

ان تینوں قسم کے شرک میں جس قسم کا بھی شرک ہو اس کی موجودگی میں توحید کا اسلامی عقیدہ باقی نہیں رہتا اور جب توحید باقی نہ رہی تو وہاں ایمان کا رہنا ممکن نہیں اور جہاں ایمان موجود نہ ہو وہاں اسلام کے وجود کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

شرک کی ابتداء

ابتداء میں پہلے سب لوگ توحید پر قائم تھے جیسا کہ قرآن یوں واضح کرتا ہے۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ (یونس:19)

''اور شروع میں لوگ ایک ہی راہ پر تھے پھر جدا جدا (مذہب) ہو گئے۔''

یعنی یہ شرک لوگوں نے اپنی طرف سے ایجاد کر لیا، ورنہ پہلے پہل اس کا کوئی وجود نہیں تھا، سب لوگ ایک ہی دین اور ایک ہی طریقے پر تھے اور وہ اسلام ہے جس میں توحید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، سیدنا نوح علیہ السلام تک لوگ اسی توحید پر قائم

رہے، پھر ان میں اختلاف ہو گیا اور کچھ لوگوں نے اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی معبود، حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا شروع کر دیا۔ سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم شرک میں مبتلا ہوئی، انہوں نے اپنے پانچ نیک لوگوں کے بت بنائے اور ان کی پوجا شروع کی، جیسا کہ قرآن بتاتا ہے۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝ (نوح:23)

''اور انہوں نے کہا کہ ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا ودکو نہ سواع کو اور نہ یغوث، یعوق اور نسر کو۔''

سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم نے ان کی سخت مخالفت کی اور اپنے شرکیہ اعمال وعقائد پر ڈٹے رہے اور کفر و تکذیب سے انہوں نے ان کا مقابلہ کیا اور انہوں نے سیدنا نوح علیہ السلام سے یہی کہا جو مذکورہ آیت میں بیان ہوا ہے، معلوم ہونا چاہیے کہ یہ پانچوں ہستیاں ان کے نیک اور صالح بزرگ تھے، جن کے مرنے کے بعد انہوں نے ان کے مجسمے (بت) بنالئے اور ان کی پوجا کرنے لگے، شیطان نے ان کی قوم کو ورغلایا کہ یہ حضرات جہاں بیٹھے تھے ان مجلسوں میں ان کے مجسمے نصب کردو اور ان کے نام پر ان کو منسوب کردو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا شروع میں تو ان مجسموں کی عبادت نہیں کی گئی لیکن جب مجسمہ لگانے والے بھی ختم ہو گئے اور صحیح علم ختم ہو گیا پھر ان مجسموں کی عبادت بھی شروع ہو گئی۔ (**صحیح بخاری، تفسیر سورۂ نوح: 4920**)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب بلکہ دنیا بھر میں طرح طرح کے عقائد پھیل گئے تھے، ان میں سب سے بدتر اور تمام برائیوں کا اصلی محور شرک تھا، قرآن حکیم نے اسے بہت بڑا ظلم قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (لقمان :13)

''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

شرک کے مفہوم سے ناواقفیت

بہت سے لوگ ایسے ہیں جو شرک کے مفہوم سے ہی ناواقف ہیں اگر انہیں شرک سے منع کیا جائے تو کہنا شروع کر دیتے ہیں کہ اگر اللہ کے سوا دوسروں سے مشکل کشائی حاجت روائی اور مدد مانگنا شرک ہے تو پھر جب آدمی بیمار ہو جاتا ہے تو ڈاکٹروں کے پاس کیوں جاتا ہے؟ کتنی کم علمی اور جہالت کی بات ہے کہ ابھی تک وہ یہ ہی نہیں سمجھ پائے کہ ڈاکٹر کے پاس جانا اور دوا لینا شرک نہیں ہے، ظاہری اسباب کے بغیر ہی کسی سے یہ امید رکھنا کہ فلاں ہستی بھی اللہ تعالیٰ کی طرح شفا دینے کی طاقت اور قدرت رکھتی ہے، یہ شرک کہلائے گا۔

کیا کسی نے آج تک یہ بھی کبھی کہا کہ ڈاکٹر صاحب مجھے شفا دے دو یا ڈاکٹر صاحب نے یہ کہا ہو کہ اے شفا ہو جا؟ کبھی نہیں کہا بلکہ دوا ایک ظاہری سبب اور ذریعہ ہے جس کے سوا ڈاکٹر اور کچھ نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوا کہ ظاہری سبب کے تحت کسی سے مدد لینا شرک نہیں ہے۔

شرک کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے ایک اور مثال پر غور کریں، محکمہ موسمیات والے بتاتے ہیں کہ فلاں علاقے میں بارش کا امکان ہے، یا فلاں علاقے میں موسم خوشگوار رہے گا اگر کوئی آدمی یہ کہے کہ دیکھو جی محکمہ موسمیات والے سب کچھ بتا رہے ہیں، پھر تو یہ بھی شرک ہو جائے گا۔ ارے بھئی یہ شرک نہیں ہوگا، کیونکہ وہ مشینوں اور آلات کے ذریعے ان چیزوں کی خبر دیتے ہیں وہ مشینیں اور آلات موسم کے حالات کا پتہ لگانے کا سبب اور ذریعہ ہیں ان کے بغیر محکمہ موسمیات والے کچھ نہیں بتا سکتے، ذرا سمجھنے کی کوشش کریں۔

کبھی یہ بات بھی سننے میں آتی ہے کہ دیکھو جی الٹرا ساؤنڈ والے بھی تو بتا ہی دیتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں بچہ ہے یا بچی ہے پھر تو یہ بھی شرک ہو جائے گا۔ ارے بھئی یہ شرک نہیں ہوگا کیونکہ الٹرا ساؤنڈ مشین ایک ظاہری سبب ہے جس سے بچی یا بچے کا پتہ چلتا ہے اس کے بغیر ڈاکٹر صاحبان کچھ نہیں بتا سکتے۔ الٹرا ساؤنڈ والے اس بچے کی زندگی، عمل اور رزق کی خبر کیوں نہیں دیتے یہ کیوں نہیں بتاتے کہ اس کی عمر کتنی ہوگی نیک بخت ہوگا یا بد بخت ہوگا؟ بس ایک بات سمجھ لیں کہ کسی سبب اور ذریعہ سے جو کچھ ہوگا وہ شرک نہیں ہوگا بلکہ ظاہری اسباب کے بغیر شرک ہوگا۔

مشرک کی پہچان

موحد بندہ جب بھی بات کرتا ہے خواہ وہ کسی محفل مجلس میں ہو یا کسی اور جگہ ہو، وہ دورانِ گفتگو اللہ اور رسول ﷺ کی بات کرتا ہے، وہ ہر وقت قرآن و حدیث کی بات کرتا ہے۔ قرآن و حدیث سے دلائل اخذ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خوشی محسوس کرتا ہے، اسکے برعکس جو لوگ شرک میں مبتلا ہوں ان کی زبان سے غیر اللہ کا ذکر انہیں زیادہ خوشی پہنچاتا ہے، ساری رات انہیں غیر اللہ کے قصے کہانیاں سناتے جائیں وہ کبھی نہیں اکتاتے، ان کی آنکھوں میں نیند نہیں آئے گی، لیکن جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو یا قرآن و حدیث کی بات ہو تو اونگھنے لگ جاتے ہیں اور جمائیاں لینا شروع کر دیتے ہیں۔ آئیں دیکھیں! قرآن ایسے لوگوں کی پہچان کیسے کروا رہا ہے؟

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ○

''جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے، ان کے دل (توحید کے بیان سے) نفرت کرتے ہیں اور جب اللہ

کے سوا دوسرے لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ناگہاں یہ خوش ہو جاتے ہیں۔" (زمر:45)

یعنی مشرکین سے جب یہ کہا جائے کہ معبود صرف ایک ہی ہے تو ان کے دل یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور جب یہ کہا جائے کہ فلاں فلاں بھی آخر اللہ کے نیک بندے ہیں وہ بھی کچھ اختیار رکھتے ہیں، وہ بھی مشکل کشا اور حاجت روا ہیں تو پھر مشرکین بڑے خوش ہوتے ہیں، کچھ لوگوں کا یہی حال آج بھی ہے، جب ان سے کہا جائے کہ صرف "یا اللہ مدد" کہو کیونکہ اس کے سوا کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے، تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ یہ جملہ ان کے لئے سخت ناگوار ہوتا ہے، لیکن جب "یا علی مدد" یا "یا رسول اللہ مدد" کہا جائے، اسی طرح دوسرے بزرگوں سے مدد اور استغاثہ کیا جائے، مثلاً "یا عبدالقادر شَیْـئًا لِلّٰہِ تو پھر ان کے دلوں کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔ مسلمان بھائیو سوچو کیا ایسا ہے یا نہیں؟

آیئے مشرک کی ایک اور پہچان پر بھی غور کریں جو قرآن نے ہمیں بتائی ہے وہ یہ کہ مشرک شریکوں سے اللہ جیسی محبت رکھتے ہیں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو غیر اللہ کو اپنا حاجت روا اور مشکل کشا بنا کر اس طرح ان سے محبت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اور ساری زندگی انہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ آئیں قرآن پڑھتے ہیں اور ان کی غیر اللہ سے محبت کا اندازہ لگاتے ہیں۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ○

"بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں کاش کہ مشرک لوگ جب کہ اللہ

کے عذابوں کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔"

(البقرة:165)

اتنی واضح دلیل اور برہان کے باوجود ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اس کا شریک بنا لیتے ہیں اور ان سے اسی طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے کرنی چاہیے۔ صرف نبی ﷺ سے پہلے ادوار میں ہی ایسا نہیں تھا بلکہ شرک کے یہ مظاہر آج کے دور میں بھی پائے جاتے ہیں، صد افسوس کہ اسلام کا نام لینے والوں کے اندر بھی یہ بیماری گھر کر گئی ہے۔ انہوں نے بھی نہ صرف غیر اللہ کو اور پیروں، فقیروں اور گدی نشینوں کو اپنا ماویٰ و ملجا، قبلہ حاجات، حاجت روا اور مشکل کشا بنا رکھا ہے، بلکہ ان سے ان کی محبت اللہ سے بھی زیادہ ہے اور توحید کی بات ان کو بھی اسی طرح کھاتی ہے جس طرح مشرکین مکہ کو اس سے تکلیف ہوتی تھی۔ اسی لئے تو وہ ان کی نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ غمی اور خوشی میں انہیں پکارتے ہیں۔

شرک کا سبب کیا ہے؟

اسلام سے پہلے عرب مشرکین ملت ابراہیمی پر چلے آ رہے تھے، اللہ تعالیٰ کو مخلوق کا خالق مانتے تھے، اس کے بعد شرک میں مبتلا ہوئے اور اس کا سبب صالحین کے بارے میں غلو کرنا تھا۔ ہود علیہ السلام کی قوم نے کہا:

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ○

"انہوں نے کہا! کیا آپ ہمارے پاس اس لئے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں اور ان سب کو چھوڑ دیں جن کی بندگی ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔" (اعراف: 70)

اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید ہر دور میں گمراہی کی بنیاد رہی ہے، پچھلی کئی قوموں نے بھی یہی دلیل پیش کی اور توحید کو چھوڑ کر شرک کا راستہ اپنایا آج بدقسمتی سے مسلمانوں میں بھی اپنے بڑوں کی تقلید کی یہ بیماری عام ہے۔

ایک طبقہ ان کا تو وہ ہے جو دین کی کچھ سمجھ بوجھ رکھتا ہے، لیکن اس نے اپنے آپ کو کسی خاص فقہ اور متعین امام، بزرگ یا کسی بڑے کی رائے کا پابند کر رکھا ہے اور اس تقلید کو اپنے اوپر واجب قرار دیا ہوا ہے حالانکہ سرے سے یہ شرعی حکم ہے ہی نہیں، یہ طبقہ صرف انہی چیزوں کو ترجیح دیتا ہے جو ان کی فقہ میں درج ہیں یا جسے ان کے اماموں، پیروں اور بزرگوں کی حمائت حاصل ہے۔

دوسرا طبقہ وہ ہے جو دینی علوم سے بے بہرہ ہے، اس کا مذہب ہی رسم و رواج پرستی ہے چنانچہ یہ طبقہ شادی ہو یا مرگ، ہر موقع پر جاہلانہ رسموں کی پابندی کرتا ہے اور بدعات پر عمل کرنے کو فرائض و سنن سے بھی زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ ان کی دلیل بھی یہی ہے کہ یہ کام ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں۔

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ بنی آدم میں شرک محض پیروں فقیروں اور صالحین کے ساتھ عقیدت میں غلو کی بناء پر پیدا ہوا اور غلو کہتے ہیں کہ عقیدہ اور قول کے ساتھ کسی کی تعظیم میں مبالغہ اور زیادتی کی جائے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ

”اے اہل کتاب تم اپنے دین میں حد سے مت نکلو اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو۔“ (نساء:171)

یعنی ان کی تعظیم میں زیادتی مت کرو کہ ان کو اس مقام سے بلند کر دو جہاں اللہ نے ان کو رکھا تھا اور ان کو اس مقام تک پہنچا دو جو صرف اللہ واحد کے لئے زیبا و لائق ہے۔ یہاں آیت میں خطاب صرف اہل کتاب کو ہے، لیکن یہ تمام امت کے لئے عام

ہے۔ ان کو منع کیا گیا ہے کہ اپنے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ وہ سلوک نہ کریں جو عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اور یہودیوں نے سیدنا عزیر علیہ السلام کے ساتھ کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے اس طرح مت بڑھاؤ، جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو بڑھایا ہے۔ کہ خدا کا بیٹا بنا دیا ہے میں اللہ کا ایک بندہ ہوں اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ **(بخاری، کتاب احادیث الانبیاء: 3445)**

امت مسلمہ اور شرک

کچھ لوگوں نے کم علمی کی بنا پر یہ مغالطہ پیدا کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے رگ و ریشہ میں توحید اس درجہ سرائت کر چکی ہے کہ مجھے ان کے دوبارہ شرک کی طرف لوٹ جانے کا مطلق اندیشہ نہیں، کچھ لوگ **(بخاری کتاب الجنائز: 1344)** میں مروی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کا ایک حصہ پیش کرتے ہیں، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم ایک دوسرے کے مقابلے میں دنیا میں رغبت کرو گے، یہ حدیث اور اس طرح کی اور بھی احادیث پیش کر کے وہ کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کبھی شرک نہیں کر سکتی۔

مغالطے کا ازالہ

اوپر بیان کردہ حدیث کے الفاظ پر اگر اچھی طرح غور کیا جائے تو بخوبی سمجھ آتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد شرک بالکل ختم ہو جائے گا بلکہ یہ فرمایا کہ مجھے شرک کا اتنا ڈر نہیں جتنا اس چیز کا ڈر ہے کہ تم دنیاداری میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو گے، مطلب یہ ہوا کہ تم شرک کی نسبت دنیاوی حرص، لالچ میں زیادہ رغبت رکھو گے، یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میری امت اب شرک میں مطلق مبتلا نہیں ہو گی۔

میرے بھائیو! ذرا حدیث کے مفہوم کو تو سمجھنے کی کوشش کرو، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی آدمی یہ کہے کہ مجھے اس بات کا ڈر نہیں کہ میں فیل ہو جاؤں گا بلکہ اس بات کا ڈر ہے کہ میں بدنام ہو جاؤں گا، آپ ذرا غور کریں کہ وہ آدمی اس بات سے نہیں ڈرتا کہ وہ فیل ہو جائے گا بلکہ فیل ہونے سے زیادہ ڈر بدنامی کا ہے یا یوں سمجھیں کہ ایک آدمی یہ کہتا ہے کہ مجھے اس چیز کا اتنا ڈر نہیں جتنا اس چیز کا ہے، اسی طرح حدیث کے الفاظ سے بڑی اچھی طرح یہ چیز سمجھ آ رہی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے شرک کرنے سے زیادہ مجھے تمہاری دنیاداری کی رغبت کا ڈر ہے، یعنی شرک اپنی جگہ ہے اور دنیاداری کی رغبت اپنی جگہ ہے، حدیث میں اصل چیز جو نبی ﷺ نے بیان فرمائی ہے وہ ڈر ہے، یعنی ایک چیز کا اتنا ڈر نہیں جتنا دوسری چیز کا ہے یعنی شرک سے زیادہ ڈر دنیا کی رغبت کا ہے۔

میرے بھائیو! ذرا اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو، آپ نے تو شرک میں مبتلا ہونے والوں اور نہ ہونے والوں کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا ہے، توحید اور شرک میں ہی تو انسان کی آزمائش ہے اور اگر انسان نہ توحید کو سمجھے اور نہ شرک کی پہچان کرے تو پھر آزمائش کس چیز کی ہوگی؟ حالانکہ شرک کرنیوالا ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ پر ایمان بھی رکھتا ہو اور اس کے ساتھ شریک بھی بناتا ہو، جیسا کہ قرآن نے اسی چیز کو یوں بیان کیا ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ○ (یوسف 106)

”اکثر لوگ اللہ پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔“

اب بتائیں کیا ایک مسلمان ایمان بھی رکھے اور ساتھ شرک بھی کرے تو کیا آپ اس چیز کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ امت مسلمہ شرک نہیں کرے گی، اس آدمی کو کیا کہیں گے، مشرک یا موحد؟ اللہ کے بندو ذرا سمجھنے کی کوشش کرو، اس مغالطے نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے، وہ شرک کو شرک نہیں سمجھتے کیونکہ

ان کے ذہن میں صرف ایک بات بیٹھ گئی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں شرک نہیں آئے گا، یہ سب شیطان کی چال ہے جس نے کچھ مسلمانوں کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیا ہے۔

وہ مسلمان بھائی جن کا یہ نظریہ ہے کہ امت مسلمہ شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتی وہ حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریں اور قرآن کے الفاظ پر غور کریں، جیسا کہ

''عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پشت سے ہونے والی تمام اولاد، جس میں عیسائی، یہودی، مسلمان، ہندو، سکھ الغرض ہر طبقے کا انسان جو پیدا ہو چکا ہے یا قیامت تک پیدا ہوگا، ہر ایک سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا، سب نے اللہ تعالیٰ کے رب ہونے کی گواہی دی، یہ عہد اس لئے لیا گیا کہ قیامت والے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے، یا یوں کہنے لگ جائیں کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کی اولاد تھے لہٰذا ان غلط راہ والوں کی غلطی کی وجہ سے ہمیں کیوں سزا دی جا رہی ہے، جیسا کہ قرآن نے اس چیز کو یوں بیان کیا ہے۔''

اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ○

''یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟'' (الاعراف:173)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ

1...... اگر امت مسلمہ شرک میں مبتلا نہیں ہو سکتی، تو پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد سے عالم ارواح میں امت محمدیہ کے مسلمانوں سے شرک نہ

کرنے کا عہد کیوں لیا؟

2......قرآن و حدیث میں مسلمانوں کو شرک سے منع کیا گیا ہے، آپ کے نظریئے کے مطابق اگر امت مسلمہ شرک میں مبتلا نہیں ہوسکتی، تو پھر مسلمانوں کے لئے شرک کی مذمت کیوں کی گئی ہے؟

3......اگر امت مسلمہ شرک میں مبتلا نہیں ہوسکتی تو نبی ﷺ سے شرک کی توقع بدرجہ اولیٰ نہیں کی جاسکتی کیونکہ وہ خود اپنی امت کو شرک سے روکنے والے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو بھی سخت تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا۔

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ

''(اے پیغمبر!) اگر تو نے بھی شرک کیا تو تیرے سارے عمل برباد ہو جائیں گے۔''(الزمر:65)

حالانکہ نبی ﷺ سے شرک کا ارتکاب ممکن ہی نہیں، مقصد امت مسلمہ کو شرک کی خطرناکی اور ہلاکت خیزی سے آگاہ کرنا ہے، میرے بھائیو! ذرا حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرو کہیں اسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر ایسے عمل نہ کرنا جو شرک کی زد میں آتے ہیں اور آپ اسے نیکی اور عبادت سمجھتے ہوئے کرتے رہیں پھر آخرت میں پچھتانا پڑے، کیا قرآن پڑھ کر بھی سمجھ نہیں آئی کہ امت مسلمہ شرک میں مبتلا ہوسکتی ہے؟

نبی ﷺ نے فرمایا:

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے جاملیں گے اور بتوں کی عبادت کریں گے۔''

(صحیح ترمذی، کتاب الفتن 2219)

وہ لوگ جن کا یہ نظریہ ہے کہ امت مسلمہ میں شرک نہیں آسکتا، وہ اس حدیث کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں؟

اللہ کے بندو! نبی ﷺ کی زبان سے نکلی ہوئی بات کبھی جھوٹ نہیں ہوسکتی،

آپ نے اپنا عقیدہ رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کے خلاف بنایا ہوا ہے، ذرا سمجھنے کی کوشش کریں۔

امت مسلمہ اجتماعی طور پر شرک نہیں کرے گی، جب ان احادیث کو جن میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت شرک کرے گی، سامنے رکھ کر اور قرآن مجید کی ان آیات کو سامنے رکھ کر جن میں شرک کی مذمت کی گئی ہے اور لوگوں کو کافر اور مشرک کہا گیا ہے، مجموعی جائزہ لیا جائے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ امت مسلمہ مجموعی طور پر مشرک نہیں ہوگی بلکہ بعض افراد امت مسلمہ میں ایسے ہوں گے جو شرک کے مرتکب ہوں گے اور بعض قبائل بت پوجنا شروع کر دیں گے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔" **(صحیح ترمذی، الالبانی، ج:2رقم:1750)**

اس حدیث میں بھی امت کے مجموعی طور پر گمراہ نہ ہونے کی نشاندہی کی گئی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور فرمان پڑھیے اور اپنا عقیدہ صحیح کرنے کی کوشش کیجیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی ساری زندگی شرکیہ امور پر عمل کرتے ہوئے گزر جائے اور اسی غلط فہمی میں مبتلا رہیں کہ ہم کونسا شرک کر رہے ہیں۔

> آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اگلے لوگوں کے طور پر چلو گے بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گور پھوڑ (سانڈے) کے سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی گھس جاؤ گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی، اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کیا اگلے لوگوں سے یہود ونصاریٰ مراد ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا اور کون؟"

(بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ:3456,7320۔ مسلم کتاب العلم:2669)

قرآن میں جگہ جگہ یہ چیز موجود ہے کہ یہود ونصاریٰ مشرک ہیں، اگر آپ تھوڑا سا غور کریں، تو آپ کو بہت سے شرکیہ امور ایسے ملیں گے، جو یہود ونصاریٰ میں

پائے جاتے ہیں اور امت مسلمہ میں بھی وہ امور پائے جاتے ہیں اور ان پر عمل ہو رہا ہے، مثلاً انہوں نے عزیز علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) قرار دیا اور امت مسلمہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور من نور اللہ کہا، انہوں نے اپنے نبیوں کو اللہ کا جز وقرار دیا اور امت مسلمہ میں بھی کچھ لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ کا جز وقرار دیا، یہود ونصاری نے اپنے عالموں اور درویشوں کے احکام کو حرفِ آخر سمجھتے ہوئے اور حلال وحرام کا اختیار دیتے ہوئے انہیں رب بنالیا اور آج امت مسلمہ میں بھی کچھ لوگ اسی بیماری میں مبتلا ہو کر اُن کی طرح شرک کا ارتکاب کر رہے ہیں اور بڑے خوش ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کر رہے، اسی طرح اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں یہود ونصاریٰ کی مشابہت ہورہی ہے، کیا یہ سب کچھ جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سچ ثابت ہو رہا ہے یا نہیں؟

عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں جس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں مشرک اور کافر کہا ہے، اب جو کلمہ گو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد، یا غوث الاعظم مدد کہتے ہیں یہ بھی قرآن کی رو سے پھر مشرک ہوئے، اس چیز کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے۔

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا۝

''اور بے شک مسجدیں اللہ کے لئے ہیں، پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔'' (الجن:18)

کیا قرآن پڑھ کر بھی سمجھ نہیں آئی کہ اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو پکارا جا رہا ہے یا نہیں؟ کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق یہود ونصاریٰ جیسی چال چلی جا رہی ہے یا نہیں؟ کیا یہ انہی کی طرح شرک میں مبتلا ہو رہے ہیں یا نہیں؟ یاد رکھو جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ امت مسلمہ شرک نہیں کرسکتی وہ زندگی بھر شرک سے باز نہیں آسکتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے وہ سب مسلمانوں کو شرک جیسی لعنت سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

خود ساختہ نام بے دلیل

جس طرح یہود و نصاریٰ نے عزیر علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) اور آج کل کچھ مسلمانوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "نور من نور اللہ" کہا جس کی کوئی سند اور دلیل نہیں ہے، بالکل اسی طرح پہلی قوموں نے اپنی قوم کے صالحین کے اپنی ہی طرف سے نام رکھ لئے تھے اور کچھ مسلمانوں نے آج بھی ان قوموں کی نقالی کرتے ہوئے بزرگوں اور صالحین کے نام رکھے ہوئے ہیں جن کی کوئی نص اور دلیل موجود نہیں ہے۔ آیئے ذرا قرآن سے پہلی قوموں کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ جو نام انہوں نے اپنی ہی طرف سے گھڑ لئے تھے ان کی کیا حیثیت ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

"یہ تو نرے نام ہی ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔" **(النجم:23)**

دیکھ لیا آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان ناموں کی کوئی دلیل نہیں ہے، یہ صرف ناموں کی حد تک نام ہی ہیں جو لوگوں نے اپنی ہی طرف سے گھڑ لئے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ

"اس کے سوا تم جن کی پوجا پاٹ کر رہے ہو وہ سب نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے خود ہی گھڑ لئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔" **(یوسف:40)**

یہاں قرآن نے جو بات سمجھائی ہے اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ان کا نام معبود تم نے خود ہی رکھ لیا ہے حالانکہ وہ معبود ہیں نہ ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی بابت کوئی دلیل اتاری ہے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان معبودوں کے جو مختلف نام تم نے تجویز کر رکھے ہیں، مثلاً غوث اعظم، غریب نواز، گنج بخش، کرنی والا، کرما نوالہ وغیرہ یہ سب تمہارے خود ساختہ ہیں ان کی کوئی دلیل اللہ نے نہیں اتاری۔

یہ آیت مبارکہ بھی واضح دلیل ہے۔

قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُم مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۝ (الاعراف: 71)

”انہوں نے فرمایا کہ بس اب تم پر اللہ کی طرف سے عذاب اور غضب آیا ہی چاہتا ہے کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے باب میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے ٹھہرا لیا ہے؟ ان کے معبود ہونے کی اللہ نے کوئی دلیل نہیں بھیجی۔“

یہاں اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کا ذکر کیا ہے جن کی طرف ھود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا، اس قوم نے بھی اپنی طرف سے اپنے معبودوں کے نام رکھے ہوئے تھے مثلاً صداء، صمود، ھباء وغیرہ جیسے قوم نوح کے پانچ بت تھے جن کے نام اللہ نے قرآن میں ذکر کئے ہیں، اسی طرح مشرکین عرب کے بتوں کے نام تھے، لات، منات، ہبل عزیٰ وغیرہ بالکل اسی طرح آجکل کے مشرکانہ عقائد و اعمال میں ملوث لوگوں نے بھی نام رکھے ہوئے ہیں، مثلاً داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، بابا فرید شکر گنج، مشکل کشا، دستگیر، غوث اعظم، طوفان سے نجات دینے والا کھوٹی قسمت کھری کرنے والا، ڈوبتی کو کنارے لگانے والا، بگڑی بنانے والا وغیرہ وغیرہ یہ نام لوگوں نے اپنی ہی طرف سے گھڑ لئے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے معبود یا مشکل کشا، غوث اعظم، گنج بخش وغیرہ

ہونے کی کوئی دلیل یا سند نہیں اتاری ہے۔

دراصل یہ لوگ پہلے مشرکوں کی پیروی کر رہے ہیں اور یہ قیامت کے دن ان خودساختہ ناموں اور اس شرک کا کوئی جواز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش نہ کر سکیں گے، ان کے پاس اس چیز کا کوئی جواب نہ ہوگا کہ تمہیں کس نے کہا تھا کہ بغداد والے تمہارے غوث الاعظم ہیں؟ کس نے کہا تھا کہ لاہور والے تمہارے داتا ہیں؟

غوث اعظم، گنج بخش اور داتا کون ہے؟

آیئے! قرآن پڑھیں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی غوث اعظم، گنج بخش یا داتا ہے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝

”بے کس کی پکار کو جب کہ وہ پکارے، کون قبول کر کے سختی کو دور کر دیتا ہے؟ اور تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور معبود ہے؟ تم بہت کم نصیحت وعبرت حاصل کرتے ہو۔“ (النمل:62)

یہاں قرآن نے بڑی تفصیل سے یہ بات سمجھائی ہے کہ وہ اللہ ہی ہے جسے مشکلات کے وقت پکارا جاتا ہے اور وہی غوث اعظم ہے، جس سے مصیبتوں کے وقت فریادیں کی جاتی ہیں اور امیدیں وابستہ کی جاتی ہیں، مضطر (لاچار) صرف اس کی طرف رجوع کرتا اور برائی کو وہی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو واضح طور پر یہ بات سمجھائی ہے کہ صرف وہی ایسی ذات ہے جو غوث اعظم ہے تبھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، جو بے کس ولاچار کی فریادوں کو سن سکے؟

آیئے! اب قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں تاکہ ہم اپنے حقیقی غوث اعظم، گنج بخش اور داتا کو پہچان سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ۝

''تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں، اب بھی جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آ جائے تو اسی کی طرف نالہ وفریاد کرتے ہو۔'' (النحل:53)

قرآن نے یہاں بھی اس چیز کی وضاحت کی ہے کہ جب سب نعمتوں کا دینے والا صرف ایک اللہ ہے تو پھر عبادت کسی اور کی کیوں؟ غوث اعظم، گنج بخش اور داتا اللہ کے سوا کوئی اور کیوں؟ جب ہر طرف سے مایوسی کے بادل گھرے ہو جاتے ہیں تو اللہ کی نعمتوں کے مزے لوٹنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی کو ہی اپنا غوث اعظم، گنج بخش اور داتا سمجھتا ہے۔ یہی چیز قرآن نے یہاں سمجھائی ہے۔ کاش صالحین کے خود ساختہ نام رکھنے والے اس چیز کو سمجھیں۔

غور طلب سوالات

پہلا سوال

آپ نے پہلی قوموں کے بارے میں پڑھ لیا کہ انہوں نے بغیر سند اور دلیل کے خود ساختہ نام رکھے ہوئے تھے، آج بھی انہی لوگوں کی پیروی کرتے ہوئے مشرکانہ عقیدہ کے حامل کچھ مسلمانوں نے اپنے بزرگوں کے نام رکھے ہوئے ہیں جن کی کوئی دلیل اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں آئی مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو داتا صاحب کے نام سے پکارا جاتا ہے، اسی طرح اور بزرگوں کو مختلف ناموں سے پکارا جاتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جب نہیں تھے تو اس وقت غوث اعظم کون تھا؟ جب علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نہیں تھے تو اس وقت داتا کون تھا؟

دوسرا سوال

کیا نبی ﷺ کی نبوت سے لے کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور علی ہجویری رحمہ اللہ کی پیدائش تک درمیانی عرصہ لوگوں نے بغیر غوث اعظم اور داتا کے گزارا؟

تیسرا سوال

اگر وہ لوگ بغیر غوث اعظم اور داتا کے بغیر زندگی گزار کر مسلمان رہ سکتے ہیں، تو آج خودساختہ غوث اعظم اور داتا بنائے بغیر ایک مسلمان اپنی زندگی کیوں نہیں گزار سکتا؟ بعد میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور علی ہجویری رحمہ اللہ کو غوث اعظم اور داتا بنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

میرے بھائیو! اگر آپ تھوڑا سا غور کریں، تو یہی بات ایک مسلمان کے ذہن میں آئے گی کہ وہ اللہ ہی ایسی ہستی ہے جو ازل سے ابد تک پوری کائنات کا غوث اعظم، گنج بخش اور داتا ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی لوگوں نے خودساختہ نام گھڑ لئے ہیں یہ صرف نام ہی ہیں جن پر بغیر دلیل کے لوگوں نے اپنا ایمان پختہ کیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

چوتھا سوال

اگر اللہ تعالیٰ کے یہ سارے اختیارات مخلوق میں مختلف بزرگوں کو سونپ دیئے جائیں، تو پھر اللہ تعالیٰ کے پاس کون سا اختیار باقی رہ جاتا ہے؟ مسلمان بھائیو! خدا کے لئے ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو، کیا پچھلی قوموں کی تباہی کا سبب یہی چیز تو نہیں تھی؟ جن کے بارے قرآن وحدیث سے آپ سب کچھ پڑھ چکے ہیں۔

پانچواں سوال

کیا غوث اعظم، داتا اور گنج بخش کی ذات ایسی بھی ہو سکتی ہے، جو ایک وقت میں ہو اور دوسرے وقت میں نہ ہو یا کبھی ہو اور کبھی نہ ہو؟

بھائیو! خدا کے لئے سمجھنے کی کوشش کرو، وہ اللہ ہی ایسی ذات ہے، جو غوث اعظم ہے، داتا ہے اور گنج بخش ہے، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی، اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

چھٹا سوال

اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور بھی غوثِ اعظم، گنج بخش، داتا اور مشکل کشا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس کون کون سے اختیارات رکھے ہیں اور ان کو کون سے اختیارات دیئے ہیں؟

ساتواں سوال

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کی دعاؤں، فریادوں اور التجاؤں کو ایک ہی وقت میں سنتا ہے اور ایک ہی وقت میں سب کی مشکلات حل کرنے پر قادر ہے، کیا خودساختہ غوثِ اعظم، گنج بخش، مشکل کشا اور داتا بھی ایسی طاقت، قدرت رکھتے ہیں کہ ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کی طرح پوری کائنات کی مشکلات کو حل کر دیں، اگر ایسا ہے تو وہ قرآن کی کون سی آیت اور حدیث میں ہے؟ ان بزرگ ہستیوں نے تو کبھی ان باتوں کا دعویٰ نہیں کیا۔ لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ کر خواہ مخواہ ان کی طرف منسوب کر رکھی ہیں جیسے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میری بات مانو میں اللہ کا داعی ہوں تم کو اللہ کے در پر اور اس کی طرف بلاتا ہوں۔ اپنے نفس کی طرف نہیں بلاتا۔

آٹھواں سوال

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے لوگوں کے دلوں کے بھید جانتا ہے، جیسا کہ قرآن بتاتا ہے:

اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○ (فاطر 38)

"وہ دل کی باریکیوں کو بھی جانتا ہے۔"

کیا اللہ تعالیٰ نے خود ساختہ غوثِ اعظم، گنج بخش، داتا اور مشکل کشا کے لئے بھی قرآن میں کوئی ایسی آیت نازل کی ہے یا کسی حدیث میں ہے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرح کائنات کے دلوں کے بھید سے واقف ہیں؟

نواں سوال:

اللہ تعالیٰ کی ذات ہر کمزوری سے پاک ہے اور بے نیاز ہے۔

کیا.......... خود ساختہ غوث اعظم بھی ایسے ہی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے دعائیں، فریادیں اور التجائیں کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو؟

کیا...... خود ساختہ گنج بخش بھی ایسے ہی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو؟

کیا...... خود ساختہ داتا بھی ایسے ہی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے آگے جھولیاں پھیلانے کی ضرورت پیش نہ آئی ہو؟

کیا...... خود ساختہ مشکل کشا اور حاجت روا بھی ایسے ہیں کہ انہیں خود کوئی مشکل اور حاجت پیش نہ آئی ہو؟

اگر ایسا نہیں ہے تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ ہی ایسی پاک ذات ہے جو تمام کمزوریوں سے پاک ہے اور بے نیاز ہے، وہی غوثِ اعظم ہے، وہی گنج بخش ہے، وہی داتا ہے، وہی

مشکل کشا ہے، وہی حاجت روا ہے، وہی ڈوبی ہوئی بیڑیاں تارنے والا ہے، وہی کھوٹی قسمتیں کھری کرنے والا ہے اور وہی بگڑی بنانے والا ہے۔ اس کے علاوہ جن کو لوگوں نے یہ نام دیئے ہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے بے بس، مجبور اور لاچار بندے ہیں اور اللہ ہی کے در کے منگتے ہیں، جیسا کہ قرآن نے بڑی اچھی طرح واضح کیا ہے کہ تمام کائنات کے لوگ اللہ کے فقیر ہیں۔

يَآيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَالْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ○

"اے لوگو! تم اللہ کے محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوبیوں والا ہے۔"

(فاطر:15)

لوگوں میں عوام وخواص حتیٰ کہ انبیاء وصلحا سب آجاتے ہیں، اللہ کے در کے سب ہی محتاج ہیں لیکن اللہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

دسواں سوال

اگر کوئی نیک صالح یا گنہگار ہستی فوت ہو جائے اور اس کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کے لئے اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے یا اپنے خود ساختہ غوثِ اعظم، گنج بخش، داتا اور مشکل کشا کو؟

بغیر دلیل اللہ تعالیٰ کیساتھ کسی اور کو پکارنے کا انجام

"آیئے اب قرآن کی طرف اور دیکھتے ہیں کہ اللہ نے ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم دیا ہے جنہوں نے اپنی ہی طرف سے صالحین کے مختلف نام رکھے ہوئے ہیں اور انہیں اللہ کی صفات سونپی ہوئی ہیں اور اللہ کا ہمسر بنایا ہوا ہے اور الٰہ کا درجہ دیا ہوا ہے۔ ارشادِ باری ہے:"

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ

عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○

''جو شخص اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو پکارے جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں پس اس کا حساب تو اس کے رب کے اوپر ہی ہے۔
بے شک کافر لوگ نجات سے محروم ہیں۔'' (المومنون:117)

ایک اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا○

''اور مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ پس اس کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔'' (الجن:18)

آیئے قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۟ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ

''اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا بجز اللہ کے کوئی اور معبود نہیں ہر چیز فناہ ہونے والی ہے مگر اسی کا چہرہ۔'' (القصص:88)

اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کو غوث اعظم، گنج بخش، داتا، دستگیر، مشکل کشا، حاجت روا، کھوٹی قسمت کھری کرنے والا اور ڈوبی بیڑیاں تارنے والا سمجھنے والوں کو یہ قرآنی آیات پڑھ کر سبق حاصل کرنا چاہیے۔

میرے **مسلمان بھائیو!** ہمارا مذہب عقلمندوں کا مذہب ہے۔ قرآن عقل استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جب ایک بندہ کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے تو وہ اللہ کے سوا ہر ایک کی نفی کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر وہ غیر اللہ کو پکارتا ہے تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، کیونکہ کلمہ کا مطلب ہی غیر اللہ کی عبادت سے انکار ہے۔

جس فوت شدہ کو ہم غسل دیتے ہیں، کفن پہناتے ہیں، کندھوں پر اٹھا کر قبر تک لے جاتے ہیں، اس کے اوپر منوں مٹی ڈالتے ہیں، اس کا جنازہ اور اس کے لئے

دعائے مغفرت کرتے ہیں پھر اسے ہی پکارنا شروع کر دیتے ہیں، اُسے داتا، مشکل کشا، غوث اعظم سمجھتے ہیں، اس معمولی سی عام بات کو ہی سمجھ لینا چاہیے کہ جو فوت ہو جائے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔

اللہ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

کیا صرف وہی مشرک ہے؟

بہت سے لوگ جن میں پڑھے لکھے اور ان پڑھ سبھی شامل ہیں ایسے ہیں جو ابھی تک یہی سمجھتے ہیں کہ مشرکین مکہ نے پتھر کے بت بنائے ہوئے تھے، جن کی وہ پوجا کرتے تھے۔ ان کو ابھی تک یہ علم نہیں کہ جو بت انہوں نے بنائے ہوئے تھے، محض ایک پتھر کو تراش کر ہی ان کی پوجا نہیں کرتے تھے بلکہ وہ ان کے انبیاء و اولیاء کے مجسمے تھے۔

جب بھی کسی سے مشرکوں کے بارے میں بات ہوتی ہے تو کم علمی کی بناء پر یہی جواب دیتے ہیں کہ وہ بتوں کے پجاری تھے، ان کو ابھی تک یہ پتہ نہیں کہ وہ بت کن لوگوں کے تھے۔ یہ بات تو آج کا ایک بچہ بھی جانتا ہے کہ اپنے ہی ہاتھ سے بنایا ہوا پتھر کا بت نہ تو بول سکتا ہے اور نہ ہی کوئی حرکت کر سکتا ہے تو پھر اس کی پوجا کیوں کر ہو سکتی ہے؟ ان لوگوں کو اچھی طرح یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ وہ بت جو انہوں نے بنائے تھے وہ محض پتھر کے مجسمے ہی نہ تھے، بلکہ ان کے نیک لوگوں کے مجسمے تھے جنہیں وہ تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ آج اگر کسی کو شرک سے روکا جائے تو بڑی دلیری سے یہ جواب ملتا ہے کہ مشرک تو وہ ہوتا ہے جو بتوں کی پوجا کرے حالانکہ قرآن نے اس باطل نظریے کی پرزور تردید کی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ (اعراف: 194)

''جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو یہ تو تمہارے ہی جیسے بندے ہیں
پس انکو پکار دیکھو وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو۔''

اس آیت کریمہ میں اس حقیقت کی طرف رہنمائی ملتی ہے کہ مشرکین مکہ اللہ کو چھوڑ کر جن کو پکارتے تھے اور جن کے مجسموں کے سامنے بندگی کے مراسم بجالاتے تھے وہ محض اینٹ اور پتھر کی بنی ہوئی مورتیاں ہی نہ تھیں بلکہ وہ اللہ کے ایسے بندے تھے جن سے ان مشرکین کی والہانہ محبت وعقیدت تھی اور اس عقیدت کی بناء پر ان کو خدائی منصب پر لا بٹھایا گیا تھا۔ اس جذبہ پرستش کی تسکین کے لئے کبھی ان کے بت تراشے گئے کبھی ان کی تصویریں بنائی گئیں غرض کہ اللہ کے علاوہ وہ جن کو آوازیں دے رہے تھے، وہ حقیقت میں بت نہ تھے، بلکہ انہی جیسے بشر تھے، جن کو خدائی کا درجہ دے دیا گیا تھا۔

کیا عیسیٰ علیہ السلام بت تھے یا انسان؟

نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی پرستش شروع کر دی تھی جیسا کہ سورۃ مائدہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ؕ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ (مائدہ: 17)

''یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم ہی اللہ ہے۔ ان سے پوچھو کہ اگر اللہ مسیح ابن مریم کو اور ان کی والدہ محترمہ اور تمام زمین والوں کو ہلاک کر دینا چاہے تو بھلا کس کی مجال ہے کہ اس کو اس ارادے سے باز رکھ سکے۔ اللہ ہی کے لئے ہے آسمان اور

زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کی بادشاہت۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

یہاں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کا رد کیا ہے اور اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرمایا ہے۔ قرآن نے اس مقام پر وضاحت کر دی ہے کہ کسی پیغمبر اور رسول کو صفاتِ الٰہی سے متصف قرار دینا کفر ہے۔ اس کفر کا ارتقاب عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ قرار دے کر کیا۔ اگر کوئی اور گروہ یا فرقہ کسی اور پیغمبر کو بشریت و رسالت کے مقام سے اٹھا کر الوہیت کے مقام پر فائز کرے گا تو وہ بھی اسی کفر کا ارتکاب کرے گا۔

یہاں اس بات کی بھی وضاحت ہو گئی کہ مشرک صرف وہی نہیں ہوتا جو پتھر کے بتوں کی پوجا کرے جیسا کہ عام لوگوں کا نظریہ ہے بلکہ مشرک ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ کے علاوہ کسی بھی چیز کی پوجا کرے، خواہ وہ پتھر کے بت ہوں یا انسان ہوں، یا جنات ہوں یا مخلوق میں سے کوئی اور چیز ہو جیسا کہ ابھی آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پڑھا ہے۔ حالانکہ وہ بت نہیں تھے بلکہ انسان تھے جن کی پوجا کی گئی۔ لہٰذا یہ کہنا کہ مشرک صرف وہی ہوتا ہے جو بتوں کی پوجا کرے غلط عقیدہ ہے جو قرآن و سنت کے صریح خلاف ہے۔

روزِ قیامت جب لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں شفاعت کی درخواست کے لئے عرض کریں گے تو عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔

اِنِّیْ عُبِدْتُّ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

"اللہ کو چھوڑ کر میری پرستش کی گئی" (ترمذی، ج:2، ص:143)

اب بتایئے عیسیٰ علیہ السلام بت تھے یا انسان تھے جن کی پوجا کی گئی؟ اسی طرح مشرکین مکہ لات کی پرستش کرتے تھے وہ محض ایک بت ہی نہ تھا بلکہ ایک ایسا شخص تھا جو حاجیوں کو "ستو" گھول گھول کر پلاتا تھا، جس کے نام پر بت تراش لیا گیا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لات ایک ایسا آدمی تھا جو حاجیوں کو ستو گھول گھول کر پلایا کرتا تھا۔ **(بخاری، کتاب التفسیر، النجم:4859)**

پس جب لات کی وفات ہوگئی تو لوگوں نے اسکی قبر پر اجتماع شروع کر دیا اور اس طرح اسکی پرستش کی جانے لگی۔

کیا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام بت تھے یا انسان؟

جس طرح مختلف شخصیات کی پوجا اور پرستش کے لئے علامتوں کے طور پر ان کے بت بنا لئے گئے یا ان کی قبروں کے گرد ڈیرہ جما لیا گیا، اسی طرح انبیاء اور اولیاء کی پرستش کی غرض سے ان کی تصوراتی شبیہیں بھی بنائی گئیں۔

فتح مکہ کے وقت جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ وہاں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں موجود تھیں جن کے ہاتھوں میں لاٹری کے نیزے دکھائے گئے تھے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو آپ کعبے میں داخل ہونے سے رک گئے، کیونکہ ان میں معبودان باطل رکھے ہوئے تھے۔ پس آپ نے ان کو نکال پھینکنے کا حکم دیا۔ پھر انہیں نکال پھینکا گیا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تصاویر بھی نکال پھینکی گئیں جن کے ہاتھوں میں (پانسے کے) تیر تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ''اللہ انہیں ہلاک کرے انہیں خوب اچھی طرح معلوم ہے کہ ان دونوں برگزیدہ انبیاء نے کبھی بھی پانسے کے تیر نہیں پھینکے۔''

(بخاری کتاب الحج:4288,1601)

یہاں تک تو قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ مشرکین مکہ جن بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ محض بت نہ تھے بلکہ ان کے نیک لوگوں کے مجسمے

تھے۔ جیسا کہ ابراہم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام انسان تھے اور نبی تھے۔

آج بھی نام نہاد مسلمانوں کے گھروں میں ان کے پیرومرشد کے فوٹو آویزاں رہتے ہیں، جن میں حضرت کو تسبیح پڑھتے ہوئے دکھایا جاتا ہے۔ پھولوں کے ہار ان تصاویر کو عقیدت کے ساتھ پہنائے جاتے ہیں۔ علی الصبح ہر کام کے آغاز سے پہلے ان حضرات کے فوٹو کا دیدار کیا جاتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس وقت لوگ اپنے نیک لوگوں کے بت پتھر کے تراشتے تھے آج کل ترقی یافتہ دور ہے کیمروں سے بہترین تصویر بنتی ہے عقیدہ اور نظریہ وہی ہے یعنی شرک کے طریقے بدل گئے ہیں لیکن مشرک کی ذہنیت نہیں بدلی۔

کیا سمجھ آئی یا نہیں جواب دو؟

وہ لوگ جو صرف پتھر کے پجاریوں کو ہی مشرک سمجھتے ہیں انہوں نے قرآن وحدیث سے یہ بھی پڑھ لیا ہے کہ مشرکوں کے بنائے ہوئے بت محض پتھر کے بت ہی نہ تھے بلکہ حقیقت میں وہ نبیوں ولیوں کے مجسمے اور مورتیاں تھیں جن کے سامنے وہ عبادت کے مراسم بجالاتے تھے، جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام ، ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام محض بت نہ تھے بلکہ نبی تھے۔

اسی طرح لات، منات، ہبل، عزیٰ وغیرہ نیک لوگ تھے جن کی تصوراتی شبیہیں بنائی گئی تھیں۔ کیا سمجھ آئی یا نہیں؟ اگر نہیں آئی تو میرے سوال کا جواب دو کہ اگر آپ کے نزدیک مشرک کی تعریف صرف یہی ہے جو پتھر کے بتوں کی پوجا کرے تو ان لوگوں کو کیا کہا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کے نبیوں اور ولیوں اور صالحین کی عبادت کریں؟ اس طرح تو عیسائیوں کو بھی مشرک نہیں کہا جاسکتا حالانکہ انہوں نے سب سے زیادہ شرک کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ یہودیوں نے یہ شرک کیا کہ انہوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیا، اب آپ خود ہی

بتائیں کہ انہیں مشرک کہا جائے گا یا نہیں؟ یا صرف ان کو ہی مشرک کہا جائے گا جنہوں نے پتھر کے بتوں کی پوجا کی؟ خدا کے لئے حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ قرآن اور حدیث کو سینے سے لگالو، یہی آخرت میں نجات کا ذریعہ ہیں۔

دراصل قصور ان عالموں اور مولویوں کا ہے جو عوام کے سامنے حقیقت کو چھپاتے ہیں اور اصل بات سامنے نہیں لاتے۔ عوام صرف اپنے عالموں اور مولویوں کی باتوں پر یقین کر لیتے ہیں اور وہ بھی اتنی کوشش نہیں کرتے کہ تحقیق کر لیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ شرک کی لعنت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

کیا لات، منات اور عزیٰ وغیرہ بت تھے یا انسان؟

مشرکین عرب صرف پتھر کے بتوں کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ حقیقت میں اپنے صالحین کی پرستش کرتے تھے، جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَفَرَءَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی○ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی○

"اب ذرا بتاؤ! تم نے کبھی اس لات اور اس عزیٰ اور تیسری ایک دیوی منات کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟" (النجم: 20-19)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لئے ستو گھولتا تھا۔ (بخاری کتاب التفسیر: 4859)

اس سے معلوم ہوا کہ لات ایک اچھا آدمی تھا، اسی طرح عزیٰ ایک عورت تھی، جس کا بت بنا کر مشرکین پوجتے تھے۔ اس عزیٰ کے بت کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے توڑا تھا۔ (السنن الکبریٰ للنسائی، کتاب التفسیر: 11547)

قوم نوح علیہ السلام کے پانچ بت کون تھے؟

نوح علیہ السلام کی قوم نے پانچ نیک لوگوں کے بت بنا رکھے تھے جن کی وہ پرستش

کرتے تھے، جب نوح علیہ السلام نے قوم کو توحید کی دعوت دی تو قوم نے کہا:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ۝

”اور انہوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث ویعوق اور نسر کو۔“ (نوح: 23)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”یہ قوم نوح علیہ السلام کے نیک آدمیوں کے نام ہیں۔“ (بخاری کتاب التفسیر نوح: 4920)

قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرکین جن ہستیوں کو پکارتے اور ان کی عبادت کرتے تھے ان میں اللہ کے نبی، فرشتے، جن اور نیک و صالح افراد بھی تھے، یہ ساری ہستیاں ”مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ“ (اللہ کے سوا) کے عموم میں شامل ہیں، ان کو محض پتھر کے بت سمجھنا جہالت ہے۔

بتوں والی آیات اور اولیاء

یہ بات اچھی طرح واضح ہو چکی ہے کہ مشرکین مکہ محض پتھر کے تراشے ہوئے بتوں کو نہیں پکارتے تھے بلکہ وہ ان کی نیک ہستیاں تھیں جن کا وہ تصور لاتے تھے۔ آج بھی اگر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ دیوار کے ساتھ پیر صاحب کی جو تصویر آویزاں ہے وہ محض تصویر ہی نہیں بلکہ عقیدت مند تو اسے پیچھا بھی نہیں ہونے دیں گے کیونکہ وہ حضرت صاحب کی بے ادبی برداشت نہیں کریں گے۔ اب دیکھیں کہ ایک تصویر کی بے ادبی کس طرح ہو سکتی ہے۔ یہ تو ایک کاغذ ہے اصل میں حقیقت یہ ہے کہ پوجا پاٹ اس تصویر والے کی ہوتی ہے جس کی تصویر کو عقیدت کے ساتھ دیوار پر سجایا گیا ہے۔ اسی طرح مشرکین مکہ صرف پتھر کے بتوں کو نہیں پکارتے تھے بلکہ ان نیک لوگوں کو پکارتے تھے جن کے بت بنائے ہوئے تھے۔

بہت سے پڑھے لکھے لوگ جن میں ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر اور وکیل شامل ہیں وہ بھی مشرکین مکہ کے عقائد ونظریات سمجھنے سے قاصر ہیں وہ بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ مشرکین مکہ پتھر کے بنائے ہوئے بتوں کی پوجا کرتے تھے حالانکہ قرآن وحدیث سے یہ بات بالکل واضح ہوچکی ہے کہ وہ ان کے نیک لوگوں کے بت تھے۔

جب کبھی مشرکین مکہ کے بارے میں بات ہوتی ہے تو یہی جواب ملتا ہے کہ وہ تو بتوں کے پجاری تھے اس لئے مشرک کہلائے۔ ارے بھائی یاد رکھیے! کہ وہ اللہ کو بھی مانتے تھے اور اس کی عبادت بھی کرتے تھے اس کے باوجود مشرک ہوئے۔

اب دیکھئے کہ مشرکین مکہ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے بتوں (نیک لوگوں کے مجسموں) کے ساتھ جو معاملات کرنے کی وجہ سے مشرک ہوئے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہی معاملات آج اگر اس دور میں ایک انسان کے ساتھ کئے جائیں تو ایسا کرنے والا کیا کہلائے گا؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

اُس دور میں بتوں کے بارے میں جو بھی آیت نازل ہوتی تھی وہ ان کے نیک لوگوں کے لئے ہی ہوتی تھی جن کی وہ پوجا کرتے تھے لہٰذا آج کل جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بتوں والی آیتیں ولیوں پر ''چسپاں'' کر دی جاتی ہیں یہ بالکل غلط بات ہے۔ اگر سمجھ نہیں آئی تو میرے سوال کا جواب دے دیں کہ

قبروں سے بت اٹھائے جائیں گے یا انسان؟

میرے مسلمان بھائیو! قرآن مجید میں جو کچھ آیا ہے وہ حق اور سچ ہے۔ اس میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ آپ سے جو سوال کیا گیا ہے آیئے اس کا جواب بھی قرآن مجید میں ہی تلاش کرتے ہیں۔ میں قرآن حکیم سے دو تین آیات لکھ رہا ہوں۔ آپ غور کریں گے تو ان شاء اللہ سوال کا جواب آسانی سے مل جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

''اور یہ لوگ جن جن کو اللہ کے علاوہ پکارتے ہیں انہوں نے کوئی بھی چیز پیدا نہیں کی بلکہ خود پیدا کیے گئے ہیں، مردہ ہیں ان میں زندگی کی رمق نہیں ہے اور نہ ہی ان کو یہ شعور ہے کہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔'' (نحل: 20-21)

یہ آیت پڑھنے سے بخوبی واضح ہوگیا ہوگا کہ قبروں سے بت نہیں بلکہ بندے ہی اٹھائے جائیں گے کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا پتھر کے بتوں کی بجائے انسانوں پر ہی صادق آتا ہے۔ ان کو صرف مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرمادی کہ وہ زندہ نہیں ہیں اس سے ان لوگوں کا بھی واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ قبروں میں جو دفن ہیں مردہ نہیں، زندہ ہیں اور ہم زندوں کو ہی پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی اور نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے اور یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مشرکین مکہ اپنے ولیوں کو ہی پکارتے تھے اور ان کو ہی اپنا واسطہ وسیلہ سمجھتے تھے۔ اگر اس آیت سے بھی سوال کا جواب نہیں ملا تو نیچے لکھی ہوئی ایک اور آیت کو غور سے پڑھیں تاکہ آپ کے مغالطے کا ازالہ ہو جائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝

''اس آیت میں بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ ان سے کہہ دیجئے کہ زمین و آسمان میں جو بھی ہے کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور ان کو یہ بھی نہیں پتہ کہ قبروں سے کب اٹھائے جائیں گے۔'' (نمل: 65)

اب بات بالکل صاف ہے کہ قبروں سے بت نہیں بلکہ بندے ہی اٹھائے جائیں گے جن کو مشرکین مکہ اپنے سفارشی اور واسطہ وسیلہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ پتھر کا بت تو ایک بے جان چیز ہے۔ اس کے قبر سے اٹھائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

کیا سوال کا جواب مل گیا ہے یا نہیں؟

اگر سوال کا جواب نہیں ملا تو آیئے قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں۔ یہاں ان شاء اللہ بات واضح ہو جائے گی کہ مشرک حقیقت میں بتوں کی نہیں بلکہ انسانوں ہی کی عبادت کرتے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

''لوگو! ایک مثال بیان کی جا رہی ہے ذرا کان لگا کر سن لو! اللہ کے سوا جن جن کو تم پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی تو پیدا نہیں کر سکتے، گو سارے کے سارے ہی جمع ہو جائیں بلکہ اگر مکھی ان سے کوئی چیز لے بھاگے تو یہ اسے بھی اس سے چھین نہیں سکتے۔ بڑا بودا ہے طلب کرنے والا اور بڑا بودا ہے جس سے طلب کیا جا رہا ہے۔'' (الحج: 73)

قرآن مجید نے یہاں اس چیز کو بیان کیا ہے کہ جن معبودانِ باطل کو تم اللہ کو چھوڑ کر مدد کے لئے پکارتے ہو یہ سارے کے سارے جمع ہو کر ایک نہایت حقیر سی مخلوق مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود بھی تم انہی کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا سمجھو تو تمہاری عقل قابل ماتم ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے وہ صرف پتھر کے بے جان بت اور مورتیاں ہی نہیں ہوتی تھیں (جیسا کہ آجکل قبر پرستی کا جواز پیش کرنے والے) باور کراتے ہیں بلکہ یہ عقل و شعور رکھنے والی چیزیں بھی تھیں یعنی اللہ کے نیک بندے بھی تھے۔ جن کے مرنے کے بعد

لوگوں نے ان کو اللہ کا شریک ٹھہرالیا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب اکٹھے بھی ہو جائیں تو ایک حقیر ترین شے یعنی مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، محض پتھر کی مورتیوں کو یہ چیلنج نہیں دیا جاسکتا۔ خود ہی سوچ لیں کیا ایک پتھر کا بت جو بے جان ہے مکھی پکڑ سکتا ہے؟

یہاں قرآن نے بڑی اچھی طرح ان لوگوں کے عقیدہ کا رد کیا ہے جن کے نزدیک مشرک وہی ہے جو بت پوجے اور ان لوگوں کے عقیدے کا بھی رد ہوا ہے جو لوگوں کے ذہنوں میں یہ مغالطہ ڈالتے ہیں کہ بتوں والی آیتیں ولیوں پر چسپاں کر دی جاتی ہیں۔ اللہ کے بندو! قرآن میں ایسی بے شمار آیات ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ نیک بندوں کو پکارنے اور ان کی پوجا پاٹ کا ذکر کیا گیا ہے۔

اس آیت میں قرآن نے اس چیز کی بھی وضاحت کر دی ہے جو ان کی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار ہے کہ پیدا کرنا تو کجا، یہ تو مکھی کو پکڑ کر اس کے منہ سے اپنی وہ چیز بھی واپس نہیں لے سکتے جو وہ ان سے چھین کر لے جائے۔

اتنا قرآن وحدیث واضح ہونے کے باوجود پھر بھی یہی رٹ لگائے رکھنا کہ مشرکین مکہ جن کی پوجا کرتے تھے وہ بت تھے بندے نہیں تھے اور دوسرا یہ کہنا کہ ان کے بتوں والی آیتیں آج کل ولیوں پر ''چسپاں'' کی جاتی ہیں یہ سب جہالت کی نشانیاں ہیں۔ صرف ضد کی وجہ سے اپنا عقیدہ خراب کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مشرکین کے جھوٹے خدا انہی جیسے بندے تھے

اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کے بارے میں قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ جن کی وہ عبادت اور پوجا پاٹ کرتے تھے، جن کو وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے وسیلہ اور اللہ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے تھے وہ انہی جیسے بندے تھے جن کی انہوں نے مورتیاں اور بت بنا رکھے تھے۔ اسی طرح سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ بتوں کا

ذکر بھی صحیح بخاری میں ملتا ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندے تھے۔
(بخاری، کتاب التفسیر: 4920)

اب آئیں قرآن کی طرف اور دیکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○

”اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہیں تو انہیں پکارو وہ تمہیں جواب دیں اگر تم سچے ہو۔“ **(اعراف: 194)**

یہاں قرآن سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ مشرکین اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے تھے وہ محض اینٹ اور پتھر کی بنی ہوئی مورتیاں اور بت ہی نہ تھے، بلکہ ان کے نیک لوگ تھے جن کی طرف ان بتوں کو منسوب کر رکھا تھا، اس مضمون کی وضاحت پہلے بھی تفصیل سے گزر چکی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح بندے ہی ہیں خدا یا خدائی میں شریک نہیں اور یہ بھی بتا دیا گیا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں پکارنے کا کہا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو تمہاری پکار سن کر تمہارا کہنا پورا کر دیں، لیکن ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

آج ہمیں بھی خوف الٰہی رکھتے ہوئے اور اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے اور ہر قسم کی ضد اور ہٹ دھرمی سے پاک ہو کر اپنے عقائد و نظریات اور اعمال پر نظر دوڑانی ہوگی کہ کہیں ہم اس بیماری میں مبتلا تو نہیں جس کی قرآن نے وضاحت کی ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ آج پتھر یا لکڑی کی خود تراشیدہ مورتیاں یا گنبد اور آستانے یا کیمرہ سے بنی ہوئی نیک لوگوں، بزرگوں اور پیروں کی تصویریں بھی بندوں کی طرف منسوب ہیں یا نہیں؟

دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہم بھی مشرکین مکہ کی طرح ان بزرگ ہستیوں کو اپنی مرادیں پوری کرنے کے لئے اپنی حاجات اور برکت کے حصول کے لئے پکارتے ہیں یا نہیں؟
دیکھنا یہ ہے کہ کہیں ہم مشرکین مکہ کی طرح اللہ کے بندوں کی عبادت تو نہیں کر رہے؟ یہ جو آستانوں کے چکر، نذریں نیازیں، چڑھاوے، تبرک لنگر، یہ سب عبادت کی قسم کے کام کیا اللہ کے سوا اس کے بندوں کے لئے تو نہیں کر رہے؟ اگر ایسا ہے تو سمجھ لیجئے، کہ ہمارا یہ سب کچھ مشرکین مکہ کے مشابہ ہے لہٰذا آج سے ہی اس شرکیہ عقیدہ سے توبہ کر لینی چاہئے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شرک جیسی لعنت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

توہین کس کی ہو رہی ہے؟

آج مسلمانوں کی اکثریت اس بات کی قائل ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو جب تک اللہ تعالیٰ کی صفات سے موصوف نہ کیا جائے اس وقت تک وہ آپ ﷺ کی شان، مقام اور مرتبہ کو کم تر سمجھتے ہیں۔ اسی لئے وہ اللہ تعالیٰ کی صفات علم غیب، حاضر و ناضر، روزی رساں اور اسی طرح بہت سی صفات بھی نبی ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کی شان کو بڑھا دیا ہے اور دوسری طرف یہ نہیں سوچتے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی شان میں کس قدر گستاخی ہوتی ہے۔ دنیا کے معاملے میں ہم کسی اعلیٰ درجے کے انسان کے مقابلے میں کسی کم درجہ والے کو کھڑا کر دیں تو اعلیٰ درجہ والے کی توہین سمجھتے ہیں۔ اگر خالق کائنات کے مقابلے میں مخلوق کو کھڑا کر دیں اور اللہ تعالیٰ والی صفات نبی ﷺ کو دے دیں تو توہین کس کی ہو گی؟ اس طرح نبی ﷺ کی شان تو بڑھائی جاتی ہے لیکن دوسری طرف اللہ کی شان......؟
کبھی غور کیا آپ نے اس چیز پر؟ آج کسی جج کی کرسی پر کسی عام آدمی کو بٹھا دیا جائے یا جج کی کرسی کے پاس کسی اور کی کرسی رکھ دی جائے۔ کیا وہ جج برداشت کرے گا کہ میرے مقابلے میں کوئی دوسرا جج بھی میرے منصب پر بیٹھ جائے اور فیصلے کرے۔

کیا وہ جج اسے اپنی توہین خیال کرے گا یا نہیں؟

اللہ کے بندو! ذرا سوچو کیا خالق کائنات کے مقابلے میں مخلوق کو خدا کی کرسی پر بٹھا دیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات مخلوق کو سونپ دی جائیں تو کیا اللہ تعالیٰ اس چیز کو برداشت کرے گا؟ کبھی نہیں کرے گا۔ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ (انعام:91)

"اللہ تعالیٰ کی قدر ایسے نہیں کی گئی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق تھا۔"

ذرا سوچو اور بار بار سوچو: کیا یہ اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں ہے؟ (نعوذ باللہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

کیا "من دون اللّٰہ" سے مراد صرف بت ہیں؟

عوام الناس کے ذہنوں میں ایک یہ مغالطہ ڈال دیا گیا ہے کہ قرآن میں جہاں کہیں "مِن دون اللہ" یا "مِن دونہٖ" کے الفاظ آئے ہیں وہ صرف بتوں کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ اللہ معاف کرے ایسی باتیں لوگوں کے ذہنوں میں ڈال کر کس طرح شرک کی راہ ہموار کی جا رہی ہے، یہ کام کسی معمولی آدمی کا نہیں بلکہ اچھے بھلے مشہور و معروف علماء دین اس کام میں مصروف ہیں حالانکہ قرآن میں ان الفاظ سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے سوا مخلوق کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔ ایک معمولی سی سمجھ بوجھ رکھنے والا بھی پڑھ کر سمجھ سکتا ہے کہ "من دون اللہ" سے مراد صرف بت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے "من دون اللّٰہ" میں انبیاء، اولیاء، شہداء ملائکہ، جن وانسان، شجر وحجر وغیرہ کو شامل کیا ہے۔

اب میں چند قرآنی آیات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اور فیصلہ بھی آپ پر ہی چھوڑتا ہوں۔ آپ قرآن کھول کر خود ہی پڑھ لیں اور تحقیق کر لیں۔ میں ان چیزوں کا ذکر کروں گا جن کے لئے "من دون اللّٰہ" یا من دونہٖ" کا لفظ استعمال ہوا ہے، تو آیئے اب قرآن کی طرف چلتے ہیں۔

”من دون اللّٰہ“ سے مراد مخلوق ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ؕ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ○

”بلاشبہ اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں اور زمین میں وہی جلاتا ہے اور وہی مارتا ہے اور تمہارا اللہ کے سوا نہ کوئی دوست ہے اور نہ کوئی مددگار ہے۔“ **(التوبہ:116)**

میرے بھائیو! اب آپ دیکھ لیں یہاں ”من دون اللہ“ سے مراد مخلوق ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے سوا دوست اور مددگار مخلوق نہیں تو اور کیا ہے؟ فیصلہ خود ہی کر لیں۔

آیئے قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَآ اِنَّ لِلّٰہِ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ شُرَكَآءَ ؕ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ○

”یاد رکھو کہ جتنے کچھ آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں یہ سب اللہ ہی کے ہیں اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کر رہے ہیں کس چیز کا اتباع کر رہے ہیں، محض بے سند خیال کا اتباع کر رہے ہیں اور محض اٹکلیں لگا رہے ہیں۔“ **(یونس:66)**

یعنی ان کا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں ہے بلکہ یہ صرف ظن وتخمین اور رائے وقیاس ہے۔ یہ آج بھی اگر انسان اپنی عقل وفہم کو صحیح طریقے سے استعمال میں لائے تو یقیناً اس پر یہ واضح ہو سکتا ہے کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ جس طرح وہ آسمان وزمین کی تخلیق میں واحد ہے، کوئی اس کا شریک نہیں

ہے۔ تو پھر عبادت میں دوسرے کیونکر اس کے شریک ہو سکتے ہیں؟

دیکھ لیا آپ نے یہاں بھی "من دون اللّٰہ" سے مراد مخلوق ہی ہے۔

آیئے! قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں یہاں بھی من دون اللہ سے مخلوق ہی مراد لیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ۝

"میں نے اسے اور اس کی قوم کو اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہوئے پایا۔ شیطان نے ان کے کام انہیں بھلے کر کے دکھلا کر صحیح راہ سے روک دیا ہے۔ پس وہ ہدایت پر نہیں آتے۔" (النمل:24)

قرآن نے یہاں سلیمان علیہ السلام کے واقع کا ذکر کیا ہے جس میں ہدہد نے سیدنا سلیمان علیہ السلام کو کہا کہ میں ایک ایسی اہم خبر لایا ہوں جس سے آپ بھی بے خبر ہیں۔ ہدہد نے حیرت اور تعجب کے انداز میں کہا کہ یہ ملکہ (بلقیس) اور اس کی قوم اللہ کی بجائے سورج کی پوجا کرتی ہے اور شیطان کے پیچھے لگی ہوئی ہے جس نے ان کے لئے سورج کی عبادت کو خوبصورت کر کے دکھلایا ہوا ہے۔

میرے بھائیو! اب دیکھ لو یہاں بھی "من دون اللہ" سے مراد سورج یعنی مخلوق ہی ہے۔ کیا ان لوگوں کو اتنے واضح اور آسان مطلب کی سمجھ کیوں نہیں آئی جو لوگوں کو "من دون اللہ" سے مراد صرف بت بتاتے ہیں؟

"من دون اللّٰہ" سے مراد بندے ہیں

آیئے قرآن کے الفاظ پر غور کریں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ

فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ إِنْ كُنتُمْ صٰدِقِينَ○

''بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ جنہیں تم پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں، ان سے دعائیں مانگ دیکھو یہ تمہاری دعاؤں کا جواب دیں اگر تم سچے ہو۔'' (اعراف:194)

قرآن حکیم نے کتنی وضاحت اور تفصیل سے یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ مشرکین جن کی عبادت کرتے تھے اور انہیں پکارتے تھے وہ بندوں کے بت اور مورتیاں ہی تھیں۔ یعنی وہ پہلے بندے اور انسان ہی تھے۔ اب بتائیں کیا ''من دون اللہ'' سے مراد صرف بت ہیں؟

آیئے قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَّمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ○

''کہہ دیجئے پکارو! انہیں جنہیں اللہ کے سوا سمجھے بیٹھے ہو، وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں اور زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار ہے۔'' (سبا:22)

کیا ابھی بھی سمجھ نہیں آئی کہ یہاں بھی قرآن نے ''من دون اللہ'' سے مراد بندوں اور انسانوں ہی کو قرار دیا ہے حالانکہ یہ بات بڑی تفصیل سے سمجھائی جا چکی ہے کہ مشرکین نے جو بھی بت اور مورتیاں بنائی ہوئی تھیں وہ نیک لوگوں کی تھیں جنہیں وہ پوجتے تھے۔

''من دون اللہ'' سے مراد جن ہیں

آیئے! اب قرآن سے ہی پتہ چلے گا کہ ''من دون اللہ'' سے مراد صرف بت

نہیں بلکہ جن بھی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

"اور لوگوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دے رکھا ہے حالانکہ ان لوگوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور ان لوگوں نے اس کے لئے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں جہالت سے۔ وہ پاک اور برتر ہے ان کی باتوں سے۔" (انعام:100)

میرے بھائیو! اب واضح الفاظ میں قرآن نے یہ چیز بتائی ہے کہ مشرکوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنایا۔ اب آپ ہی بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن کی پوجا کی گئی وہ کیا صرف بت تھے؟ ایسے عالم اور مولوی جو لوگوں کو اس بات کی طرف متوجہ کر رہے ہیں کہ "من دون اللہ" سے مراد صرف بت ہیں، کیا وہ بتوں اور جنوں میں کوئی فرق سمجھتے ہیں یا نہیں؟

"من دون اللہ" سے مراد عالم اور درویش ہیں

آیئے اب قرآن سے ہی پوچھتے ہیں کہ "من دون اللہ" سے مراد صرف بت ہیں یا کچھ اور بھی ہے؟ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

"ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ پاک ہے ان

کے شریک مقرر کرنے سے۔" (توبہ:31)

قربان جائیں قرآن کی صداقت پر، کس طرح اس سے اس حقیقت کی وضاحت ہورہی ہے کہ "من دون اللّٰه" سے مراد صرف بت نہیں بلکہ علماء، درویش اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بھی ہیں۔ قرآن پڑھ کر ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے ان عالموں پر جو عوام کو قرآن سے دور لے جارہے ہیں۔

آیئے اب اس آیت کی تفسیر پر بھی غور کرتے چلیں جو عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث سے بخوبی واضح ہوجاتی ہے تاکہ عقیدہ کی بھی اصلاح ہوجائے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ آیت سن کر عرض کیا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنے علماء کی کبھی عبادت نہیں کی، پھر یہ کیوں کہا گیا کہ انہوں نے ان کو رب بنا لیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے ان کی عبادت نہیں کی لیکن یہ بات تو ہے نا، کہ ان کے علما نے جس کو حلال قرار دے دیا، اس کو انہوں نے حلال اور جس چیز کو حرام کر دیا، اس کو حرام ہی سمجھا، یہی ان کو رب بنانا ہے۔

(صحیح ترمذی بتحقیق الشیخ الالبانی:2471)

کیونکہ حلال اور حرام کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے یہی حق اگر کوئی شخص کسی اور کے اندر تسلیم کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس کو رب بنالیا ہے۔

اس آیت میں ان لوگوں کے لئے بڑی تنبیہ ہے جنہوں نے اپنے پیروں اور پیشواؤں کو حلال اور حرام کا منصب دے رکھا ہے اور ان کے اقوال کے مقابلے میں وہ قرآن و حدیث کے نصوص اور دلائل کو بھی اہمیت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

"من دون اللّٰه" سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ

لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران :79)

''کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے سوا میرے بندے بن جاؤ۔''

دیکھ لیا آپ نے یہاں قرآن نے ''من دون اللّٰہ'' سے مراد انبیاء علیہم السلام کو قرار دیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ عوام الناس کو کیوں الٹی راہ پر لگایا جا رہا ہے؟ ایسے عالموں اور پیشواؤں کو قیامت کا دن کیوں یاد نہیں آتا جو حقیقت واضح ہونے کے باوجود لوگوں کو گمراہی کی طرف دھکیل رہے ہیں؟ یہاں کونسی مشکل بات ہے جس کی قرآن سے سمجھ نہ آئی ہو؟

افسوس ہے ان لوگوں پر بھی جو اپنے عالموں، پیروں، بزرگوں اور پیشواؤں کی باتوں کو بغیر تحقیق کے اندھا دھند قبول کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اگر خود بھی قرآن کھول کر ان آیات کو جو اوپر لکھی گئی ہیں پڑھ لیں تو ہر چیز واضح ہو سکتی ہے۔

''من دون اللّٰہ'' سے مراد عورتیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا

''وہ اللہ کے علاوہ عورتوں کو پکارتے ہیں۔'' (النساء:117)

یہاں بھی قرآن نے واضح کیا ہے کہ ''من دون اللّٰہ'' سے مراد صرف بت نہیں بلکہ عورتیں بھی ہیں۔ قرآن کس طرح کھول کھول کر سمجھا رہا ہے لیکن انسان قرآن کی حقیقت کو سمجھنے کی بجائے اپنی قیاس آرائیوں اور بے راہ رو عالموں کی باتوں پر عمل کر رہا ہے۔

''من دون اللّٰہ'' سے مراد مومن (نیک لوگ)

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (الشوریٰ :31)

"تمہارے لئے سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔"

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی کارساز ہے نہ مددگار۔ یہ بات تو اچھی طرح واضح ہے کہ مشرک لوگ مومن بندوں اور نیک لوگوں کو ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا مددگار اور حمائتی اور سفارشی سمجھتے ہیں لیکن قرآن نے بڑے اچھے طریقے سے ان کے اس عقیدے کا رد کر دیا ہے۔

اسی طرح قرآن میں ایک اور مقام پر اسی چیز کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ

"اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی تک ہماری رسائی کر دیں۔" (زمر:3)

یہاں مشرکین کے بارے میں یہ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ کے سوا نیک بندوں کو اپنا سفارشی بنایا ہوا تھا کہ ان کے ذریعے سے اللہ کا قرب حاصل ہو جائے۔

میرے بھائیو! ذرا سوچو! کیا بت جو ایک بے جان چیز ہے؟ کیا وہ بھی اللہ کے ہاں سفارش کر سکتی ہے؟ اس سے بھی یہی بات سامنے آئی کہ مشرکین نے جو بت بنائے ہوئے تھے وہ صرف بت ہی نہیں تھے بلکہ وہ ان کے نیک لوگوں کے مجسمے تھے جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے تھے۔

تو پھر یہ کہنا کہ "من دون اللہ" یا "من دونہ" سے مراد صرف بت ہیں، جہالت کی نشانی نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

"من دون اللہ" سے مراد عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط (مائدہ:116)

''اور جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو بھی اللہ کے علاوہ معبود قرار دے لو''

یہاں قرآن حکیم سے یہ بات واضح ہوئی کہ ''من دون اللّٰہ'' وہی نہیں ہیں جنہیں مشرکین نے پتھر یا لکڑی کی مورتیوں کی شکل میں بنا کر ان کی پوجا کی بلکہ وہ اللہ کے نیک بندے تھے جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ۔ کیا اب بھی یہ کہنے کی گنجائش باقی ہے کہ ''من دون اللّٰہ'' سے مراد صرف بت ہیں؟

''من دون اللہ'' سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ط وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

''آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے کسی نقصان کے مالک ہیں نہ کسی نفع کے، اللہ ہی خوب سننے اور پوری طرح جاننے والا ہے۔'' (مائدہ:76)

اس آیت سے پچھلی آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا ہے کہ وہ سوائے پیغمبر ہونے کے اور کچھ بھی نہیں اور ان کی والدہ ایک راست باز عورت تھیں۔ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور مریم علیہا السلام دونوں کی الوہیت (الٰہ ہونے) کی نفی اور بشریت کی دلیل دی گئی ہے کیونکہ کھانا پینا یہ انسانی ضروریات میں سے ہے۔ جو الٰہ ہو وہ تو ان چیزوں سے پاک ہوتا ہے۔

اب اس آیت میں مشرکوں کی کم عقلی کی وضاحت کی جا رہی ہے کہ ایسوں کو

انہوں نے معبود بنا رکھا ہے جو کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں نہ نقصان، بلکہ نفع نقصان پہنچانا تو کجا، وہ تو کسی کی بات سننے اور کسی کا حال جاننے کی بھی قدرت نہیں رکھتے۔ یہ قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے اس لئے حاجت روا اور مشکل کشا بھی وہی ہے۔

دیکھ لیں یہاں بھی "من دون الله" سے مراد صرف پتھر کے بت نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام مراد لئے گئے ہیں۔ میرے بھائیو! قرآن مجید کو پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کرو۔

"من دون الله" کی مکمل بحث کا خلاصہ

اب تک جو ہم نے کتاب وسنت کی روشنی میں پڑھا ہے اس کا خلاصہ اور نتیجہ یہی ہے کہ "من دون اللّٰہ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر وہ چیز ہے جو کائنات میں موجود ہے یعنی اس سے مراد صرف بت ہی نہیں ہیں جنہیں مشرکین نے پتھر یا لکڑی کی مورتیوں کی شکل میں بنا کر ان کو پوجا کی، جس طرح کہ آجکل کے قبر پرست علماء اپنے عوام کو یہ باور کرا کے مغالطہ دیتے ہیں بلکہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اللہ کے نیک بندے بھی ہیں جن کی لوگوں نے کسی بھی انداز میں عبادت کی ہو۔ آپ نے اچھی طرح یہ چیز قرآن سے پڑھ لی ہے۔

اب اگر کوئی "من دون اللّٰہ" صرف بتوں کو ہی قرار دے گا تو سمجھ لو اس نے قران کو سمجھنے میں غلطی کی یا جان بوجھ کر لوگوں کو گمراہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ میں نے قرآن کے مکمل حوالہ جات سے "من دون اللّٰہ" کے معنی اور مطلب کو آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ اب آپ خود بھی قرآن کھول کر پڑھ سکتے ہیں۔ ہر چیز روز روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے۔ اگر کوئی "من دون اللّٰہ" کا غلط مفہوم لوگوں کو بتائے گا تو یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ آگے چل کر ایک بہت بڑی عدالت میں پیشی ہونے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

مکہ کے مشرک کس وجہ سے مشرک ہوئے؟

اکثر لوگوں کو ابھی تک یہ پتہ نہیں ہے کہ مشرکین مکہ کو مشرک کیوں کہا جاتا ہے اور ان کا کیا عقیدہ تھا۔ آخر وہ کیا کرتے تھے جس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم کی وعید سنائی، اس بات کی وضاحت بہت ضروری تھی تا کہ ان کے عقائد ونظریات سے آگاہی حاصل ہو اور پھر آج ہم بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر جھانکیں کہ کہیں ہم بھی اس بیماری میں مبتلا تو نہیں جس میں وہ لوگ (مشرکین مکہ) مبتلا تھے۔

سب سے پہلے میں اس بات کی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو عام لوگوں کے ذہنوں میں سمائی ہوئی ہے کہ مکہ کے مشرک بتوں کی پوجا کرتے تھے اس لئے ان کو مشرک کہا جاتا ہے حالانکہ لوگوں کو یہ پتہ نہیں کہ وہ محض پتھر کے بت ہی نہیں تھے جن کی وہ پوجا کرتے تھے بلکہ ان کے نیک لوگوں کے مجسمے تھے جنہیں وہ اپنی دعاؤں، حاجتوں میں پکارتے تھے۔ یہ سب کچھ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں پڑھ چکے ہیں اور آئندہ بھی ان شاء اللہ پڑھیں گے۔

کلمہ گو مسلمان اور مشرکین مکہ کی عقیدہ وعمل میں مشابہت کیوں؟

مشرکین مکہ کے عقائد ونظریات کو سمجھنا بہت ضروری ہے کیونکہ وہ قوم شرک میں مبتلا ہو چکی تھی اور ان کے لئے جہنم کی وعید سنائی گئی۔ ہمیں اپنا محاسبہ کرنا ہوگا کہ کہیں ہم وہی کچھ تو نہیں کر رہے جو کچھ وہ کرتے تھے اسی ضمن میں اگر کسی قبر پرست کو کہا جائے کہ یہ شرکیہ کام ہیں ان سے رک جاؤ تو جو جواب ملتا ہے وہ ذرا سنیں۔ کہتے ہیں کہ مشرک تو وہ ہوتا ہے جو بتوں کی پوجا کرے ہم کوئی بت تھوڑے پوجتے ہیں اگر انہیں کہا جائے کہ مکہ کے مشرک بھی یہی کچھ کرتے تھے تو جواب ملتا ہے کہ انہوں نے تو کلمہ ہی نہیں پڑھا تھا۔ ہم تو کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں، مشرکین مکہ اور ہمارا کیسا مقابلہ؟

وہ مشرک ہیں کافر ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔

اب ذرا ان لوگوں (کلمہ گو مسلمانوں) کی سوچ کا اندازہ لگائیں۔ میں یہ ایک عام آدمی کی بات نہیں کر رہا یقین جانیں پڑھے لکھے لوگ جو اپنے آپ کو بڑا باشعور سمجھتے ہیں ان کی زبان سے ایسے الفاظ سننے میں آتے ہیں سمجھ نہیں آتی ان لوگوں کی عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ کیوں اپنی عقل کا آپریشن نہیں کرواتے۔

میں پوچھتا ہوں کہ نبی ﷺ نے مشرکین مکہ کو توحید کی دعوت دی انہوں نے انکار کیا جن لوگوں نے دعوت حق پر لبیک کہا انہوں نے نبی ﷺ کی بات کو مان لیا۔ اب جنہوں نے بات نہ مانی وہ مشرک کے مشرک ہی رہے اور جنہوں نے بات مان لی وہ پکے سچے مسلمان بن گئے اس دور میں اگر کوئی نبی ﷺ کی بات مان کر یعنی کلمہ پڑھ کر وہی کام کرتا جو پہلے کرتا تھا تو مطلب یہ نکلے گا کہ اس نے کلمہ پڑھ کر نبی ﷺ کو دھوکا دیا ہے اسی طرح آج اگر کوئی مسلمان کلمہ بھی نبی کا پڑھے اور عشق رسول ﷺ کے دعوے بھی کرے لیکن کام وہی کرے جو مکہ کے مشرک کرتے تھے تو ایمانداری سے بتائیں اور سوچیں کہ ایسا کلمہ گو کیا کہلانے کا حق دار ہوگا؟ میرے خیال میں تو یہ دوہرا مجرم ہوگا۔ کیونکہ کلمہ پڑھ کر وہ کام نہیں چھوڑے جو مشرکین مکہ کرتے تھے یعنی کلمہ پڑھ کر نبی ﷺ کو دھوکا دیتا ہے کہ کلمہ بھی تیرا ہی پڑھنا ہے لیکن کام وہ نہیں کرنے جو آپ نے بتائے ہیں بلکہ کام وہی کرنے ہیں جو مشرکین مکہ کرتے تھے۔ خدا کے لئے مسلمان بھائیو، سوچو، سمجھو اور یہ بھی بتائیں کہ ایسا آدمی کس زمرے میں آئے گا؟ اب آئیں ذرا مشرکین مکہ کے عقائد و نظریات کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔

مشرکین مکہ کا عقیدہ جاننا بہت ضروری ہے

اگر ہم قرآن پر غور کریں تو مشرکین مکہ کے حالات سے آگاہی ملتی ہے کہ ان کا عقیدہ کیا تھا اور کس قسم کے اعمال بجالاتے تھے۔ وہ اپنے بتوں (نیک لوگوں کے مجسموں) سے

عبادت اور پوجا پاٹ کے لحاظ سے کس قسم کا سلوک کرتے تھے۔ ہر چیز قرآن نے کھول کھول کر بیان کر دی ہے۔

موجودہ دور میں اگر کوئی آدمی اس چیز پر غور کریگا کہ مشرکین مکہ جو کچھ کرتے تھے کیا میں اس گمراہی میں مبتلا تو نہیں؟ تو ایسا سوچنے والا آدمی بالکل صحیح عقیدہ والا ہوگا۔ ایسا آدمی مشرکین مکہ کے عقیدہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا محاسبہ کرتا ہے البتہ اسکے برعکس وہ آدمی جو بتوں کو صرف بت سمجھتا ہے اور ان کے بزرگ نہیں مانتا اور نہ ہی وہ مشرکین مکہ کے اعمال کو مدنظر رکھتا ہے۔ ایسے آدمی کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ اپنے عقیدے کی اصلاح کرے۔ مشرکین مکہ کے عقائد ونظریات، اقوال واعمال ہمارے لئے ریفرنس ہیں تاکہ ہم اپنی عبادات، عقائد ونظریات کا اُن سے موازنہ کریں اور ان کاموں سے بچ جائیں جو کچھ وہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

مشرکین مکہ کے عقائد ونظریات

قرآن مجید میں بہت سی جگہوں پر اس چیز کی وضاحت کی گئی ہے کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا خالق و مالک اور رازق تسلیم کرتے تھے۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مشرکین مکہ کو صرف کافر اور مشرک ہی خیال کرتے ہیں لیکن انہیں یہ پتہ نہیں کہ ان کے عقائد ونظریات کیا تھے۔ وہ صرف اتنا جانتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کا کلمہ نہیں پڑھا اس لئے مشرک یا کافر ہیں صرف مشرک کافر کہہ دینا ہی کافی نہیں بلکہ یہ سمجھنا بھی ضروری ہے کہ مشرک ہوتا ہی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو خالق مالک اور رازق مانے اور پھر اس کے ساتھ اس کی مخلوق میں سے بھی کسی میں وہی صفات مانے جن کی طاقت اور قدرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے کے باوجود شرک بھی کرے جیسا کہ قرآن نے اس کی یوں وضاحت کی ہے۔

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ○ (یوسف :106)

ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے مشرک ہی ہیں۔

یہاں قرآن نے اس حقیقت کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ یہ مشرکین اللہ تعالیٰ کو زمین و آسمان کا خالق، مالک، رازق اور مدبر مانتے ہیں، لیکن اس کے باوجود عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہرا لیتے ہیں اور یوں اکثر لوگ مشرک ہیں یعنی ہر دور میں توحید ربوبیت کے لوگ قائل رہے ہیں لیکن توحید الوہیت ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے، آج کے قبر پرستوں کا شرک بھی یہی ہے کہ وہ قبروں میں مدفون بزرگوں کو صفات الوہیت کا حامل سمجھ کر انہیں مدد کے لئے پکارتے ہیں اور عبادت کے کئی مراسم ان کے لئے بجالاتے ہیں۔

اب مشرکین مکہ کے عقائد و نظریات کا ذکر کیا جارہا ہے تاکہ پتہ چل جائے کہ وہ مشرک کیوں قرار دیئے گئے تاکہ ہم ان کے ساتھ اپنا موازنہ کریں اور دیکھیں کہ کہیں ہم ان چیزوں میں گرفتار تو نہیں جن میں وہ گرفتار تھے۔

مشرکین مکہ توحید ربوبیت کے قائل تھے

یہ قرآن سے واضح طور پر ثابت ہے کہ مشرکین مکہ توحید ربوبیت کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، رازق تسلیم کرنے کے باوجود انہوں نے توحید والوہیت میں شرک کیا۔ توحید ربوبیت پر ان کا ایمان اور یقین تھا۔ یہ آپ ابھی قرآن کے مکمل دلائل سے پڑھیں گے۔ وہ حج کرتے تھے، صدقہ خیرات کرتے تھے، یعنی وہ عبادت کے سارے کام کرتے تھے اس کے باوجود انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا۔

مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا رب مانتے تھے

مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا رب مانتے تھے۔ جیسا کہ قرآن نے واضح کیا ہے۔

قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○ (المومنون:84-89)

''ان سے کہو اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ یہ زمین اور اس کی ساری آبادی کس کی ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ کی، ان سے کہو پھر تم ہوش میں کیوں نہیں آتے۔ ان سے پوچھو ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کا مالک کون ہے؟ یہ ضرور کہیں گے اللہ، کہو پھر تم ڈرتے کیوں نہیں؟ ان سے کہو۔ بتاؤ اگر تم جانتے ہو کہ ہر چیز پر اقتدار کس کا ہے؟ اور کون ہے جو پناہ دیتا ہے؟ اور اس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ یہ ضرور کہیں گے کہ یہ بات تو اللہ ہی کے لئے ہے ان سے کہو پھر کہاں سے تم کو دھوکا لگتا ہے؟''

یعنی مشرکین اس چیز کو تسلیم بھی کرتے ہیں کہ اللہ ہی زمین، آسمان اور عرش عظیم کا مالک ہے اور اسی کا اقتدار ہے پھر یہ کیوں اسکی وحدانیت کو تسلیم کر کے بھی شرک میں مبتلا ہوتے ہیں اور اس کے عذاب سے نہیں ڈرتے؟

مشرکین مکہ اللہ کو اپنا خالق مانتے تھے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

''اگر تم ان سے پوچھو کہ انہیں کس نے پیدا کیا تو یہ خود کہیں گے کہ اللہ

نے۔ پھر کہاں سے یہ دھوکا کھا رہے ہیں۔" (زخرف: 87)

یہاں قرآن نے یہ بات سمجھائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خالق ماننے کے باوجود مشرکین اپنے آپ کو دھوکے میں کیوں ڈال رہے ہیں کیوں اس کے ساتھ شرک کیا جارہا ہے۔

مشرکین مکہ آسمانوں اور زمین کا خالق اللہ ہی کو مانتے تھے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ○

"ان لوگوں سے اگر تم پوچھو کہ زمین اور آسمانوں کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہ خود کہیں گے اللہ نے۔" (زمر: 38)

مشرکین مکہ اللہ ہی کو خالق، مالک اور رازق مانتے تھے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۭ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

"(اُن سے) پوچھو کہ تم کو آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے اور بے جان سے جاندار کون پیدا کرتا ہے اور جاندار سے بے جان کون پیدا کرتا ہے اور دنیا کے کاموں کا انتظام کون کرتا ہے۔ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ۔ تو کہو کہ پھر تم (اللہ سے) ڈرتے کیوں نہیں۔" (یونس: 31)

یہاں بھی قرآن سے یہ بات واضح ہوئی کہ مشرکین اللہ تعالیٰ کی ملکیت، خالقیت، ربوبیت اور اس کے مدبر الامور ہونے کو تسلیم کرتے تھے، لیکن اس کے

باوجود چونکہ وہ اس کی الوہیت میں دوسروں کو شریک ٹھہراتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں جہنم کا ایندھن قرار دیا، آج کل کے کچھ ایمان کے دعویدار بھی اسی توحید الوہیت کے منکر ہیں۔

مشرکین مکہ آسمان سے پانی برسانے والا اللہ ہی کو مانتے تھے

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۝ (العنکبوت:63)

”اور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعہ سے مردہ پڑی ہوئی زمین کو جلا اٹھایا۔ تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے، آپ کہہ دیں الحمدللہ بلکہ ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔“

یہاں مشرکین کو بے عقل قرار دیا گیا ہے کیونکہ اگر عقل ہوتی تو اپنے رب کے ساتھ پتھروں کو اور مردوں کو رب نہ بناتے اور نہ ہی ان کے اندر یہ کمزوری ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت اور ربوبیت کے اعتراف کے باوجود وہ غیر اللہ کو حاجت روا، مشکل کشا سمجھتے۔

مشرکین مکہ کا شرک وسیلے کا شرک تھا

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ مشرکین توحید ربوبیت کے قائل تھے لیکن انہوں نے توحید الوہیت میں شرک کی راہ اپنائی۔ یہ آپ قرآن ہی کی زبان سے پڑھیں گے کہ انہوں نے نیک لوگوں کی عبادت کی اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے وسیلہ بنایا جو ان کے شرک کا موجب بنا۔ اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وسیلہ کے بارے میں کچھ وضاحت ہو جائے تا کہ وسیلہ کی حقیقت کو سمجھ لیا جائے کہ

وسیلہ کسے کہتے ہیں؟ اور پھر مشرکین مکہ کے وسیلہ کو سمجھنے میں بھی آسانی ہو جائے گی۔ تو آیئے آگے چلیں اور پڑھیں۔

وسیلہ کیا ہوتا ہے؟

بہت سے لوگ وسیلہ کے معنی کو سمجھنے میں غلط فہمی کا شکار ہو چکے ہیں اور اس لفظ کو انہوں نے اتنا وسیع سمجھ لیا ہے کہ اس کے لغوی معنی سے ناواقفیت کی بنا پر وہ سب کچھ اس میں داخل کر لیا ہے جس کا اس کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہ تھا۔

''التوسل'' عربی زبان کا لفظ ہے جو قرآن وسنت اور کلامِ عرب میں وارد ہوا ہے۔ اور اس کے معنی مطلوب تک رسائی حاصل کرنے کے ہیں اور اس تک رغبت کے ساتھ پہنچنے کے ہیں یعنی وہ چیز جس کے ساتھ کسی دوسری چیز تک پہنچا جائے یا تقرب حاصل کیا جائے۔

''الوسیلہ'' کے معنی قربت اور واسطہ کے ہیں، اس کی جمع وسائل ہے۔ جیسے عام زبان میں ہم کہہ دیتے ہیں کہ ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ جن سے فلاں چیز حاصل کر سکیں۔ مطلب یہ کہ ہمارے پاس اس چیز کو حاصل کرنے کے لئے کوئی ذریعہ کوئی واسطہ یا کوئی وسیلہ یا سبب نہیں ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں کہ وسیلہ اس چیز کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کوئی مقصد حاصل ہو یا اسکے قرب کا ذریعہ ہو، وسیلہ کا لفظ ایک اور معنی میں بھی وارد ہوا ہے اور وہ ہے بادشاہ کے ہاں قدر ومنزلت، درجہ اور قرابت کے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں جنت کے سب سے اعلیٰ درجہ کے لیے بھی یہ نام وارد ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب تم موذن کو اذان کہتے ہوئے سنو تو اسی طرح کہو جیسے وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس بار اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا پھر میرے لئے وسیلہ کا

سوال کرو، یہ جنت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ملے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں، جو شخص میرے لئے وسیلہ کا سوال کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔"

(بخاری:611، صحیح مسلم الصلاۃ:384، سنن ابی داؤد:245)

مشرکین مکہ کی دعا اور پکار

بات ہو رہی تھی مشرکین مکہ کے وسیلہ کی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وہی خدا ہے جو خشکی اور تری (زمین اور پانی) میں تم کو لئے پھرتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم کشتیوں میں ہوتے ہو اور موافق ہوا سے وہ لوگوں کو لے کر چلتی ہیں اور لوگ اس پر خوش ہو جاتے ہیں۔ (یکایک) زور کی آندھی چلنے لگتی ہے اور ہر طرف سے پانی کی لہران پر آ پہنچتی ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اب (بلا میں) گھر گئے (طوفان سے ہلاک ہوئے) بس (اُس وقت) خالص اللہ ہی کو مان کر اس سے دعا کرنے لگتے ہیں (اے اللہ) اگر تو ہم کو اس بلا سے چھڑا دے تو بیشک ہم (تیرے) شکر گزار ہونگے۔ **(یونس:22)**

اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ کا حال اس طرح بیان کیا ہے کہ جب وہ مصیبت میں پھنس جاتے ہیں اور موت ان کو سامنے نظر آتی ہے تو پھر وہ خالص اپنی دعا میں اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے ہیں یعنی اپنی دعا میں غیر اللہ کی ملاوٹ نہیں کرتے جس طرح عام حالات میں کرتے ہیں۔ عام حالات میں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ بھی اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں انہیں بھی اللہ نے اختیارات دے رکھے ہیں اور انہی کے ذریعے ہم اللہ کا قرب تلاش کرتے ہیں۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ بن ابوجہل کے بارے میں آتا ہے کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو یہ وہاں سے فرار ہو گئے۔ باہر کسی جگہ جانے کے لئے کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آ گئی جس پر ملاح نے کشتی میں سوار لوگوں سے کہا کہ آج اللہ واحد سے دعا

کرو تمہیں اس طوفان سے اس کے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا صرف ایک اللہ ہے تو خشکی میں بھی یقیناً نجات دینے والا وہی ہے اور یہی بات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں چنانچہ انہوں نے فیصلہ کر لیا اگر یہاں سے میں زندہ بچ کر نکل گیا تو مکہ واپس جا کر اسلام قبول کرلوں گا چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

(سنن نسائی، حدیث 4087، ابوداؤد رقم 2683)

لیکن افسوس! امت محمدیہ کے عوام اس طرح شرک میں پھنسے ہوئے ہیں کہ شدید مصیبت کے وقت بھی وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے فوت شدہ بزرگوں کو ہی مشکل کشا سمجھتے ہیں اور انہی کو مدد کے لئے پکارتے ہیں۔

ہر طرف یا خواجہ خضر، یا علی مدد، بابا فرید گنج شکر یا داتا یا غوث کی دہائی دے رہے ہیں بلکہ مرتے اور ڈوبتے وقت بھی اللہ کو نہیں پہچانتے۔ جب ہم چھوٹی عمر میں تھے اس وقت سنا کرتے تھے کہ جس وقت آسمانی بجلی چمکے اس وقت بابا فرید شکر گنج کہنا چاہیے، اس وقت ہمیں کوئی علم نہیں تھا، لیکن آج پتہ چلا ہے کہ دین تو چودہ سو سال پہلے مکمل ہو چکا تھا اس میں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حکم نہیں دیا کہ جب بجلی چمکے اس وقت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کہنا ہے اور پھر بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ پتہ نہیں کتنے سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں، سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو شریعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں مکمل ہوئی تھی اس میں ایسا حکم نہیں ملتا۔ کیا بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خود حکم دیا تھا کہ بجلی چمکتے وقت میرا نام لینا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ مسلمان حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں صرف غیر اللہ کو الٰہ بنایا جا رہا ہے۔

مشرکین مکہ نیک لوگوں کو اللہ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے تھے

مشرکین عرب اللہ کے سوا جن کی پرستش کرتے تھے انہیں اللہ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے تھے جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

''اور وہ اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔'' (یونس:18)

مشرکین مکہ دوسری ہستیوں کی پرستش اس لئے نہیں کرتے تھے کہ وہ خالق ورازق ہیں بلکہ وہ اللہ ہی کو خالق مالک سمجھتے تھے، لیکن وہ انہیں اللہ کے ہاں واسطہ وسیلہ اور سفارشی سمجھتے تھے کہ وہ اپنے عقیدت مندوں کی سفارش کریں گے۔ اگر آپ تھوڑا سا غور کریں تو آج کل بھی لوگوں کی اکثریت آپ کو ایسی ہی ملے گی، جو اللہ کے نیک بندوں کو اپنا سفارشی اور بخشش کا ذریعہ سمجھتے ہیں، اسی لئے وہ یہ بات بڑی دلیری سے کہتے ہیں کہ آخرت میں ہماری سرکار ہی ہمارے لئے کافی ہے۔ میرے بھائیو! خدا کے لئے ذرا سوچو کہ مشرکین مکہ اور آج کے ان لوگوں کے عقیدے اور نظریے میں کوئی فرق ہے؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

میں سب مسلمان بہن بھائیوں سے ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں، ذرا اس نکتے کو سمجھنے کی کوشش کرنا، وہ یہ کہ جس کسی کو لوگ اپنا واسطہ وسیلہ سفارشی اور یہ سمجھتے ہیں کہ فلاں ہستی ہمیں آخرت میں بخشوا لے گی۔ کیا اس ہستی کی اپنی بخشش ہو چکی ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس ہستی کو کوئی سرٹیفکیٹ یا کوئی ڈگری مل گئی ہے؟ کہ اب وہ خود بخشا گیا ہے اور اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا اور اسے دوسروں کو بخشوانے کی بھی اجازت مل گئی ہے خدا کے لئے ذرا اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

مشرکین مکہ غیر اللہ کو تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے

مشرکین عرب اللہ کے سوا جنہیں پکارتے تھے انہیں اللہ کی بارگاہ میں تقرب الٰہی

کا وسیلہ سمجھتے تھے جیسا کہ قرآن نے یوں واضح کیا ہے۔

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ (زمر:3)

"وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں کہتے ہیں ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ہم کو اللہ کے قریب تر کر دیں۔"

یہاں یہ چیز واضح ہوئی کہ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو خالق، رازق، مالک اور مدبر کائنات ماننے کے باوجود دوسروں کی عبادت اس لئے کرتے تھے کہ ان کے ذریعے سے انہیں اللہ کا قرب حاصل ہو جائے یا یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں۔

میرے بھائیو! اگر آپ غور کریں تو آج بھی اکثر مسلمان یہ کہتے ہیں کہ ہم تو گنہگار ہیں اللہ ہماری سنتا نہیں اور ان بزرگوں کی ٹالتا نہیں لہٰذا یہ بزرگ ہی ہمیں اللہ کے قریب کریں گے اور ہماری بخشش کروائیں گے، یہ عقیدہ ہی توحید کے منافی ہے۔ اللہ ہم سب کو شرک کی لعنت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

ایک اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا ۝

"مشرکوں نے معبود اس لئے ٹھہرائے ہیں کہ قیامت کے دن ان کے لئے باعث عزت ہوں۔" (مریم:81)

مشرکین نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ وہ جن کی پوجا پاٹ کرتے ہیں وہ ان کے حمایتی اور مددگار ہونگے اور ان کے لئے عزت کا باعث ہونگے لیکن قیامت والے دن وہ ان کی پوجا کے منکر ہوں گے اور الٹے ان کے دشمن بن جائیں گے۔

میرے بھائیو! سب پگڈنڈیوں کو چھوڑ کر ایک ہی سیدھا راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ

کی طرف جاتا ہے اس پر چڑھ جاؤ، یہی ذریعہ نجات ہے۔

مشرک جنہیں پکارتے ہیں وہ خود رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور حالانکہ جن کو پکارا جاتا ہے وہ خود اپنے رب کی قربت حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے رہتے ہیں۔

آیئے قرآن سے سبق حاصل کرتے ہیں:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ۝ (بنی اسرائیل:57)

”جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے (اپنے رب کے) وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ بے شک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ان مشرکوں کا حال بیان کیا ہے جو غیر اللہ کو پکارتے تھے ان سے پناہ طلب کرتے اور ان سے خوف اور امیدیں وابستہ کرتے تھے لیکن جن کو پکارا جاتا تھا خود ان کا یہ حال تھا کہ وہ اللہ کے قرب کی تلاش میں رہتے۔ اس کے عذاب سے ڈرتے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔ اس میں گویا مشرکوں کی بابت کہا گیا ہے کہ ان کی عقل وفہم بالکل کام نہیں کر رہی کہ جن کو اپنا معبود حاجت روا، مشکل کشا، واسطہ وسیلہ سمجھ رہے ہیں وہ خود نیک اعمال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنے کی تلاش میں ہیں یعنی وہ خود اپنی فکر میں ہیں کہ اللہ کے عذاب سے بچ جائیں۔

اس آیت مبارکہ میں بھی اس بات کی نشاندہی ہو رہی ہے کہ مشرکین جن کو پکارتے ہیں وہ صرف پتھر کی مورتیاں ہی نہیں بلکہ وہ اللہ کے بندے تھے جو فرشتے،

نیک لوگ، انبیاء اور جنات وغیرہ ہو سکتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہاں سے بھی سبق کرنا چاہیے جو صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ مشرکین مکہ بت پوجنے کی وجہ سے مشرک کہلائے۔ کیا کبھی کسی جمادات اور پتھر وغیرہ میں بھی یہ خصوصیات ہوسکتی ہیں کہ وہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی خاطر کوئی ذریعہ تلاش کریں۔ صاف ظاہر ہے کہ مشرکین مکہ جن کو پکارتے تھے وہ بندے ہی تھے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حقیقت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے مشرکین مکہ کے وسیلہ کا رد

اللہ تعالیٰ کو مشرکین مکہ کی یہ بات بہت ناگوار گزری کہ اسکا قرب حاصل کرنے کے لئے کوئی واسطہ وسیلہ ڈھونڈتے پھریں، ان کے اس نظریے کی قرآن نے واضح الفاظ میں تردید کی ہے۔ آئیں پڑھیں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ ۚ وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝

”پھر کیوں نہ ان ہستیوں نے ان کی مدد کی جنہیں اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہوئے معبود بنا لیا تھا بلکہ وہ تو سب ان سے کھو گئے اور یہ تھا ان کے جھوٹ اور ان کے بناوٹی عقیدوں کا انجام جو انہوں نے گھڑ رکھے تھے۔“ (احقاف:28)

جن معبودوں کو مشرکین تقرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے، انہوں نے ان کی کوئی مدد نہیں کی بلکہ گم ہوگئے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بتوں کو الٰہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ انہیں اللہ کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ اور وسیلہ سمجھتے تھے۔ اللہ نے اس وسیلے کو یہاں افک (جھوٹ) اور افتراء (بہتان) قرار دے کر واضح فرما دیا کہ یہ ناجائز اور حرام ہے۔

کوئی رشوت اور سفارش نہیں چلے گی

اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں سمجھا دیا ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کسی کو وسیلہ بنانا اور انہیں اللہ کے ہاں اپنا سفارشی بنانا صحیح نہیں ہے۔

جیسا کہ قرآن نے ایک اور مقام پر اس کی یوں وضاحت کی ہے۔

وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ○

"اس دن سے ڈرو جس دن کوئی نفس کسی نفس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ نہ کسی شخص سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا نہ اُسے کوئی شفاعت نفع دے گی نہ ان کی مدد کی جائے گی۔" (البقرۃ:123)

مشرکین مکہ اپنے مشرکانہ عمل کی توجیہہ یوں کرتے تھے کہ اللہ کی بارگاہ بہت اونچی ہے جہاں بغیر واسطے کے ہماری رسائی ناممکن ہے۔ اس لئے وہ اپنے بزرگوں کو اللہ تک پہنچنے کے لئے وسیلہ بناتے تھے لیکن قرآن نے ان کے اس باطل نظریئے کا رد کیا اور ان کو بتایا گیا کہ وہ اپنی خام خیالی ترک کر دیں کیونکہ ان کا مالک ان کے بہت قریب ہے اور جب بھی کوئی پریشان حال اس کو پکارتا ہے تو وہ بغیر کسی واسطے وسیلے کے براہ راست اس کی پکار سنتا ہے۔ اسلئے انہیں چاہیے کہ وہ اسی سے مدد چاہیں اور اسی کو اپنا معبود سمجھیں۔

قرآن مبین کی ایک اور آیت پڑھیں تا کہ حقیقت مزید کھل کر سامنے آ جائے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ○

"جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں اسلئے لوگوں کو بھی چاہیے

کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔" (البقرۃ:186)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے اتنا قریب ہونے اور اس کی پکار کو سننے کے باوجود کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کسی واسطے وسیلے کی گنجائش باقی رہتی ہے؟ مسلمان بھائیو! قرآن کی نصیحت کو قبول کر کے براہ راست اس پروردگار کی طرف اپنا رخ موڑلو جس کی نعمتوں کے ہم سب مزے لے رہے ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومنین قیامت والے دن پریشان ہو کر جمع ہوں گے اور کہیں گے کہ بہتر یہ تھا کہ اپنے رب کے حضور آج ہم کسی کو اپنا سفارشی بناتے چنانچہ سب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ انسانوں کے باپ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے فرشتوں کو آپ کے لیے سجدہ کا حکم دیا ہے آپ ہمارے لیے اپنے رب کے حضور سفارش کریں تا کہ آج کی اس مصیبت سے ہمیں نجات ملے۔ آدم علیہ السلام کہیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں اپنی لغزش کو یاد کریں گے اور ان کو پروردگار کے حضور جانے سے شرم آئے گی۔ کہیں گے تم لوگ اللہ کے خلیل کے پاس جاؤ۔ وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی جواب دے دیں گے اور کہیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ سے ہم کلام ہوئے ہیں اور اللہ نے ان کو تورات دی ہے۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ بھی عذر پیش کریں گے اور کہیں گے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں۔ چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں ان کے ساتھ جاؤں گا اور اپنے رب سے اجازت چاہوں گا مجھے اجازت مل جائے گی پھر میں اپنے رب کو دیکھتے ہی سجدہ میں گر پڑوں گا اور پھر اللہ کی اجازت سے شفاعت کروں گا۔

(بخاری: 4476,7510)

میرے بھائیو! کائنات میں سب سے اعلیٰ درجہ نبی اور رسول کا ہوتا ہے، قیامت والے دن وہ بھی سفارش کرنے سے انکار کردیں گے تو آج کا ایک عام آدمی کسی دوسرے کی سفارش کیسے کر سکے گا جبکہ یہ بات بھی سمجھنے والی ہے کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا سوائے اس کے جس کو اللہ نے شفاعت کی اجازت دی ہو۔

قبر پرستوں اور مشرکین مکہ کی وسیلہ میں مشابہت

آج جو بات نام نہاد مسلمانوں میں قبر پرستی کے جواز میں کہی جاتی ہے وہ یہ کہ ہم ان قبر والوں کی عبادت نہیں کرتے۔ ہم تو صرف ان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ سمجھتے ہیں کیونکہ یہ اللہ کے چہیتے ہیں اللہ ہم گنہگاروں کی سنتا نہیں اور ان لاڈلوں پیاروں کی ٹالتا نہیں، یہ تصور ہی دراصل ان کے مشرک ہونے کا بین ثبوت ہے۔ کیونکہ مشرکین مکہ بھی اپنے شرک کے جواز کے لئے ایسا ہی عذر لنگ تراشا کرتے تھے جیسا کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں قرآن حکیم نے واضح الفاظ میں یہ بات بتادی ہے کہ مکہ کے مشرک اللہ کے سوا ان لوگوں کو اس لئے پوجتے تھے کہ انہیں اللہ کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ بناتے اور انہیں اللہ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے تھے۔

دوسری طرف یہی بات آج کے قبر پرستوں میں پائی جاتی ہے ان کا نظریہ اور عقیدہ بھی وہی ہے جو مشرکین مکہ کا تھا، فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے بتوں کا سہارا لیا اور انہوں نے قبروں کا۔ نظریے اور عقیدے میں کوئی فرق نہیں بلکہ سخت تعجب کا مقام ہے کہ کچھ لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتے ہیں، مُردوں کی قبروں پر جھکتے، ان سے ایسی ایسی مرادیں طلب کرتے ہیں جنہیں پورا کرنے کی قدرت اللہ کے سوا کوئی نہیں رکھتا۔ یہ صریحاً شرک اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

اس سے بڑھ کر افسوس ان کے علماء اور مشائخ پر ہے جو انہیں اس کام سے منع نہیں کرتے۔ یہ وہی جاہلیت ہے جو نبی ﷺ سے پہلے عرب لوگوں میں پائی جاتی

تھی بلکہ ان کا معاملہ اس جاہلیت سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ عرب مشرکین نفع اور نقصان کا مالک صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھتے تھے اور بتوں کو صرف اپنا سفارشی خیال کرتے تھے۔ مگر یہ لوگ تو قبر والوں کو نفع ونقصان کا مالک بھی سمجھتے ہیں اور کبھی ان کو علیحدہ اور کبھی اللہ کے ساتھ پکارتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیساتھ اس کے گمان کے مطابق برتاؤ کرتا ہے

یہ نظریہ اور عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کی سنتا نہیں بالکل قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ وہ تو ہر ایک کی سنتا ہے اور بغیر کسی واسطے وسیلے کے سنتا ہے۔ اُس کے دروازے چوبیس گھنٹے کھلے ہیں کوئی اس کی طرف رجوع کر کے تو دیکھے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم گنہگار ہیں اللہ تعالیٰ ہماری نہیں سنتا وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں غلط گمان رکھتے ہیں۔ اصل میں وہ اللہ تعالیٰ کو سنانا ہی نہیں چاہتے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ يٰعِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ (الزمر 53:)

”اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گنہگار بندوں سے کہہ دیں کہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ بلاشبہ اللہ تمام گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ واضح کیا ہے کہ ایمان لانے سے پہلے یا توبہ واستغفار کا احساس پیدا ہونے سے پہلے کتنے بھی گناہ کیے ہوں، انسان یہ نہ سمجھے کہ میں تو بہت زیادہ گنہگار ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ کیونکر معاف کرے گا؟ بلکہ سچے دل سے اگر ایمان قبول کر لے گا یا توبۃ النصوح کر لے گا تو اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرمادے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اللہ کی رحمت ومغفرت کی امید پر خوب گناہ کیے جاؤ اس کے احکام وفرائض کی کوئی پرواہ نہ کرو اور اس کی حدود اور ضابطوں کو

بے دردی سے پامال کر کے اس طرح اسکے غضب وانتقام کو دعوت دے کر اس کی رحمت و مغفرت کی امید رکھنا کم عقلی اور خام خیالی ہے۔ جہاں وہ اپنے بندوں کیلئے غفور رحیم ہے، وہاں نافرمانوں کے لئے جبار و قہار بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن بتاتا ہے:

نَبِّئْ عِبَادِيْٓ اَنِّيْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ○ (الحجر :50-49)

”میرے بندوں کو خبر دے دو کہ میں بہت ہی بخشنے والا اور بڑا ہی مہربان ہوں اور ساتھ ہی میرے عذاب بھی نہایت دردناک ہیں۔“

لہٰذا جو بندہ گناہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے، لیکن اس کے برعکس اگر کوئی بندہ گنہگار رہے اور اس کا یہ گمان ہے کہ میں تو گنہگار رہوں اور اللہ تعالیٰ میری نہیں سنے گا تو واقعی اللہ تعالیٰ اس کی نہیں سنے گا کیونکہ اس کا اللہ تعالیٰ پر یہ غلط گمان ہے کہ وہ گنہگاروں کی نہیں سنتا۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے غیر اللہ کو اپنا سفارشی اور واسطہ وسیلہ سمجھ کر ان کے در کی خاک چھانتا پھرتا ہے۔

میرے بھائیو! ذرا سوچو پھر اللہ تعالیٰ اس کی کیسے سنے گا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو سنانا ہی نہیں چاہتا، اللہ تعالیٰ تو ہر اس کی سنتا ہے جو اس کو سناتے ہیں خواہ کتنے ہی گنہگار کیوں نہ ہوں جیسے حدیث میں سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ کا واقعہ ہے اسی طرح بیشمار ایسے گنہگاروں کے واقعات ہیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سنی اور ان کی کایا ہی پلٹ گئی، شرط یہ ہے کہ ہمارا گمان اللہ تعالیٰ پر یہ ہو کہ وہ گنہگاروں کی سنتا ہے۔

آیئے! اب حدیث رسول ﷺ بھی پڑھ لیں تاکہ اللہ تعالیٰ پر یہ گمان ہو کہ وہ گنہگاروں کی سنتا ہے بشرطیکہ اس کو سچے دل سے سنایا جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: للہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے ساتھ

اس کے گمان کے مطابق برتاؤ کرتا ہوں، میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جس وقت وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ معزز گروہ میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس سے بہتر گروہ میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آتا ہے تو میں ایک باغ (تقریباً 6 فٹ) اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ میرے ہاں چل کر آتا ہے تو میں اس کے ہاں دوڑ کر جاتا ہوں۔ (صحیح مسلم 6805، مسند احمد 7416، بخاری: 7405-7505)

میرے بھائیو! ذرا حدیث کے الفاظ پر غور کرو اللہ تعالیٰ کا قرب اور محبت انسان کے اس رویہ پر موقوف ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت میں اور اللہ کی طرف رجوع کرنے میں کس قدر سرگرم ہے، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کہ "میں اپنے بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق برتاؤ کرتا ہوں" یعنی اگر وہ اچھا گمان رکھتا ہے تو میں اسکے ساتھ مہربانی کرتا ہوں اور اگر وہ مایوس ہو جاتا ہے تو پھر میں اسے نظر انداز کر دیتا ہوں۔

انسان کی فلاح اور بھلائی کا تقاضا ہے کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت اسے اللہ کی رحمت سے پر امید ہونا چاہیے جیسا کہ ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"تمہارے ہر ایک کو اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا ہو۔" (صحیح مسلم: 7229,2877)

یعنی ایک مسلمان کا اللہ کے بارے میں اچھا گمان ہونا چاہیے۔ جب اسے گناہوں سے توبہ کرنے اور اللہ سے مغفرت کرنے کی توفیق ملے تو اسے باور کرنا چاہیے کہ رحمان کریم نے اسکی توبہ قبول فرمالی ہے اور اس کی خطاؤں کو معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں گریہ وزاری سے دست سوال پھیلاتے وقت اسے اپنی دعا کے قبول ہونے کا یقین ہونا چاہیے، اگر بندے کا گمان اللہ تعالیٰ کے بارے میں صحیح نہیں تو پھر وہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

آیئے قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں کے لئے کتنا اجروثواب رکھا ہے جو اس پر اچھا گمان رکھتے ہیں اور اس کی طرف رجوع کرتے ہیں آئیں پڑھیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَى رَبِّهِمْ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○

"بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کی طرف جھکتے رہے۔ وہ جنتی ہیں اور ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔" (هود: 23)

ایک اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ

"اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھے پکارو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔" (المومن: 60)

دیکھیں اللہ تعالیٰ تو خود اپنے بندوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ لیکن بندہ اس کے در اقدس کو چھوڑ کر غیر اللہ کے در پر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ اور یہ گمان کرتا ہے کہ میں تو گنہگار ہوں، اللہ تعالیٰ میری کیسے سنے گا میرے بھائیو ایسا آدمی پھر ساری زندگی اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیر اللہ کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ہی در کا سوالی بنائے رکھے۔ (آمین)

وسیلہ کس طرح کا ہونا چاہیے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

"مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو

اور اس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تمہارا بھلا ہو۔" (مائدہ:35)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ڈھونڈنے کا حکم ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے اعمال اختیار کرو جن سے تمہیں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہو جائے۔ اسی طرح اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت قرب الٰہی کا وسیلہ ہے۔ نواہی و محرمات کا ترک بھی قرب الٰہی کا وسیلہ ہے۔ لیکن جاہلوں نے اس حقیقی وسیلے کو چھوڑ کر قبروں میں دفن لوگوں کو اپنا وسیلہ سمجھ لیا ہے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔ قرآن نے پوری وضاحت کر دی ہے کہ مشرکین مکہ نے بندوں کو قرب الٰہی کا وسیلہ بنایا ہوا تھا۔ جس وجہ سے وہ مشرک ٹھہرائے گئے یعنی ان کے مشرک ہونے کا سبب یہی وسیلہ تھا۔ اسلام میں ایسے وسیلے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

افسوس! آج نام نہاد مسلمانوں نے وہی عقیدہ اور نظریہ قائم کر رکھا ہے جو مشرکین مکہ کا تھا۔

تو آیئے اب ہم قرآن وسنت کی روشنی میں اس شرعی وسیلہ کی حقیقت کو سمجھتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس شرعی وسیلہ کی تین قسمیں ہیں:

1...... اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات کا وسیلہ۔

2...... نیک اعمال کا وسیلہ

3...... نیک آدمی کی دعا کا وسیلہ

وسیلہ کی ان تینوں صورتوں کے سوا باقی ناجائز اور غیر مشروع ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی دلیل ہے جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ایسے ہی وسیلے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن سے اس کی رضا، خوشنودی اور اس کا قرب حاصل ہو جائے۔ (آمین)

باب دوم

شرک کے نقصانات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شرک کے نقصانات

شرک معاف نہیں ہوگا

ہر گناہ اور غلطی کوتاہی کی اللہ تعالیٰ سے معاف ہونے کی امید کی جاسکتی ہے لیکن شرک ایک ایسا گناہ ہے جو کبھی معاف نہیں ہوگا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا ۢ بَعِيْدًا ○

''اس بات کو اللہ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔ ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے اور اللہ کیساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔'' **(نساء:116)**

مشرک پر جنت حرام اور ٹھکانہ جہنم

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ **(مائدہ:72)**

''جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جس کو اس حالت میں موت آئی کہ وہ کسی دوسرے کو اللہ کا مدمقابل سمجھ کر پکارتا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہو گیا۔'' (بخاری:1237)

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ اس نے کسی کو اللہ کیساتھ شریک نہیں ٹھہرایا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جو اس حال میں ملا کہ اس کیساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تھا تو وہ دوزخ میں داخل ہو گیا۔''

(بخاری:1238، مسلم:272)

مشرک قیامت کے دن رسوا ہوں گے

قیامت کے دن مشرکوں کو سوائے رسوائی کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَيَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِ يَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ط قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (النحل :27)

''پھر قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم لڑتے جھگڑتے تھے۔ جنہیں علم دیا گیا تھا وہ پکار اٹھیں گے آج تو کافروں کو رسوائی اور برائی چمٹ گئی۔''

قیامت والے دن اللہ مشرکین کو اس طرح ذلیل ورسوا کرے گا کہ ان سے پوچھے گا تمہارے وہ شریک کہاں ہیں جو تم نے میرے لئے ٹھہرا رکھے تھے اور جن کی وجہ سے تم مومنوں سے لڑتے جھگڑتے تھے، پھر جن کے پاس دینی علم تھا اور دین کے پابند تھے

وہ مشرکوں کے بارے میں پکار اٹھیں گے کہ آج تو کافر ذلیل و رسوا ہو کر رہ گئے ہیں۔

شریک سفارش تک نہ کرسکیں گے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ قیامت کے دن ان کی سفارش تک نہ کرسکیں گے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ○

”اور جس دن قیامت قائم ہوگی تو گنہگار حیرت زدہ رہ جائیں گے اور ان کے تمام تر شریکوں میں سے ایک بھی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور (خود یہ بھی) اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔“ (روم: 14-12)

یہاں شریکوں سے وہ معبودان باطلہ مراد ہیں جن کی مشرکین یہ سمجھ کر عبادت کرتے تھے کہ یہ اللہ کے ہاں ان کے سفارشی ہونگے اور انہیں اللہ کے عذاب سے بچالیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں وضاحت فرمادی کہ اللہ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے اللہ کے ہاں کوئی سفارشی نہیں ہوگا۔

شریک جواب تک نہ دیں گے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ ۚ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ ○

اور کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ، وہ بلائیں گے، لیکن انہیں جواب تک نہ دیں گے اور سب عذاب دیکھ لیں گے۔ کاش یہ لوگ

ہدایت پالیتے۔(القصص:64)

یعنی کہا جائے گا کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ ان سے مدد طلب کرو جس طرح دنیا میں کرتے تھے کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟ پس وہ پکاریں گے لیکن وہاں کس کو یہ جرات ہوگی کہ جو یہ کہے کہ ہاں ہم تمہاری مدد کرتے ہیں۔

کہاں ہیں تمہارے معبود؟

وہ لوگ جو دنیا میں غیر اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں اور آخرت میں بھی انہیں اپنا سفارشی اور مددگار سمجھتے ہیں انہیں غور کرنا چاہیے کہ جس نے پیدا کیا اور جس کی عبادت ہو رہی ہے، مدد صرف اسی سے طلب کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن نے واضح اعلان کیا ہے۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ○

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''(الفاتحہ:4)

مافوق الاسباب اسی وحدہ لاشریک کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے۔ نہ عبادت اللہ کے سوا کسی اور کی جائز ہے اور نہ مدد ہی کسی اور سے مانگنا جائز ہے۔

آیئے اب قرآن کا ایک اور مقام پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ○ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ○

''اور ان سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا کرتے رہے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تھے کیا وہ تمہاری مدد کرتے ہیں؟ یا کوئی بدلہ لے سکتے ہیں؟''(الشعراء:93-92)

قیامت کے دن مشرکوں سے پوچھا جائے گا کہ جن کی تم پوجا پاٹ کرتے رہے

ہو کیا آج وہ تمہارے کسی کام آ سکتے ہیں کہ تم سے عذاب ٹال دیں یا وہ خود اپنے آپ کو اس سے بچا لیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس چیز کی وضاحت کی ہے کہ اس وقت کوئی کسی کی مدد نہیں کر سکے گا، آج بھی ان لوگوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے جنہوں نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ فلاں قیامت کے دن ہماری مدد کریں گے اور ہمیں بخشوالیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ۝ وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ۝ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ۝

”ظالموں (مشرکوں) کو اور ان کے ہمراہیوں کو اور (جن) جن کی وہ اللہ کے علاوہ پرستش کرتے تھے (ان سب کو) جمع کر کے انہیں دوزخ کی راہ دکھا دو اور (ہاں) ذرا انہیں ٹھہراؤ ان سے سوال کئے جانے والے ہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ (اس وقت) تم ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کر رہے؟ بلکہ وہ (سب کے سب) آج فرمانبردار بنے ہوئے ہیں۔“

(الصّٰفّٰت:22-26)

دیکھیں قرآن مجید میں کس طرح مشرکوں اور شرکاء کی حالت زار کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔ اس طرح کی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں مشرکوں کی غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ذکر ہے اور پھر قرآن نے ان کا رد بھی کیا ہے جیسا کہ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔

اب اگر کوئی مسلمان (خاص کر وہ جو کہتے ہیں بتوں والی آیتیں ولیوں پر چسپاں کر دی جاتی ہیں یا وہ لوگ جو مشرکین مکہ کو صرف اس لئے مشرک مانتے ہیں کہ وہ پتھر کے بت پوجتے تھے) یہ کہے کہ یہ آیتیں مشرکین مکہ کے لئے ہیں جو اللہ کے سوا بتوں سے مدد مانگتے تھے یا انہوں نے بتوں کو حاجت روا، مشکل کشا واسطہ وسیلہ، سفارشی بگڑی بنانے والا اور دعا اور پکار کو سننے والا سمجھ رکھا تھا تو سمجھ لیجئے کہ ایسا مسلمان سنگین غلطی پر ہے، اس نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں

ہے اس چیز کی پہلے بھی وضاحت ہو چکی ہے کہ غیر اللہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کے سوا ہے خواہ وہ بت ہوں حجر شجر ہوں انسان ہوں فرشتے یا جنات ہوں۔

اللہ کے شریک مدد نہیں کر سکتے

قرآن مجید میں مشرکوں کے بارے میں بڑی وضاحت سے یہ بات سمجھا دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جن کی یہ پوجا کرتے ہیں وہ کوئی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی وہ کسی کی مدد کر سکتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی کی پکار سنتے ہیں۔ میرے بھائیو ذرا غور کرو جو اپنی مدد آپ کرنے پر قادر نہ ہو وہ بھلا دوسروں کی مدد کیا کریں گے؟ آئیں قرآن کو سمجھیں۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ○ وَإِنْ تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَسْمَعُوا ۖ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ○

''اور تم جن لوگوں کو اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد کر سکتے ہیں اور ان کو اگر کوئی بات بتلانے کو پکارو تو اس کو نہ سنیں اور ان کو آپ دیکھتے ہیں کہ گویا وہ آپ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ کچھ بھی نہیں دیکھتے۔'' (اعراف:197-198)

میرے مسلمان بھائیو! قرآن نے جو بات سمجھائی ہے اس کو پلے باندھ لو، قیامت والے دن ہر ایک کو اپنی فکر ہو گی کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔

جھوٹے معبود دشمن بن جائیں گے

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا معبود بنایا ہے اور انہیں باعث عزت سمجھ رکھا ہے۔ قیامت والے دن وہ معبود ان کے گمان

کے برعکس ان کے حمایتی ہونے کی بجائے ان کے دشمن ان کو جھٹلانے والے اور ان کے خلاف ہونگے۔ جیسا کہ قرآن نے اس کی یوں وضاحت کی ہے۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُونُوا لَهُمْ عِزًّا ○ كَلَّا ؕ سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ○ (مریم:82-81)

"انہوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ ان کے لئے باعث عزت ہوں لیکن ایسا ہرگز ہونا نہیں وہ تو ان کی پوجا سے منکر ہو جائیں گے اور الٹے انکے دشمن بن جائیں گے۔"

یعنی یہ معبود ان کے گمان کے برعکس ان کے حمائتی ہونے کی بجائے ان کے دشمن، ان کو جھٹلانے والے اور ان کے خلاف ہوں گے۔ ایک اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ○

"اور جب لوگوں کو جمع کیا جائے گا تو یہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی پرستش سے صاف انکار کر جائیں گے۔" (احقاف:6)

جن کو لوگوں نے اللہ کے علاوہ خود ساختہ معبود بنایا ہے، دنیا میں وہ دو قسم کے معبود ہیں۔ ایک تو غیر ذی روح ہیں جن میں جمادات و نباتات اور مظاہر قدرت (سورج، آگ) وغیرہ ہیں۔ یہ چیزیں بول کر بتلائیں گی کہ ہمیں قطعاً اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ ہماری عبادت کرتے اور تیری خدائی میں شریک گردانتے تھے۔ خود ساختہ معبودوں کی دوسری قسم وہ ہے جو انبیاء، اولیاء، ملائکہ اور صالحین میں سے ہیں۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام اور دیگر اللہ کے نیک بندے ہیں۔ یہ اللہ کی بارگاہ میں اسی طرح کا جواب دیں گے جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا جواب قرآن کریم میں نقل ہوا ہے اور آپ اسی کتاب میں پڑھیں گے۔ قیامت والے دن سب خود ساختہ معبود ماننے والوں کے دشمن بن جائیں گے۔

جھوٹے معبود دعا نہیں سُن سکتے

یہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ دعا عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ہو سکتی ہے۔ بلکہ حدیث میں دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اگر کسی اور سے دعا کریں گے تو اسکا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا حق کسی اور کو دے دیا ہے۔ آج بھی بہت سے نام نہاد مسلمان ایسے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر مخلوق سے دعائیں مانگ رہے ہیں۔

کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ "یا عبدالقادر شیئًا لِلّٰہ"

"کوئی یہ کہہ رہا ہے" اُنْظُرْ حَالَنَا وَاسْمَعْ قَالَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ"

اب ذرا قرآن پر غور کرتے ہیں پھر پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے والے کو کیا کہا ہے؟"

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝

"اور اس سے بڑھ کر گمراہ اور کون ہوگا؟ جو اللہ کے سوا ایسوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کی دعا قبول نہ کر سکیں۔ بلکہ ان کے پکارنے سے محض بے خبر ہوں۔" (احقاف:5)

یعنی یہی لوگ سب سے بڑے گمراہ ہیں جو پتھر کی مورتیوں کو یا فوت شدہ اشخاص کو مدد کے لئے پکارتے ہیں جو قیامت تک جواب دینے سے قاصر ہیں اور بالکل بے خبر ہیں، آئیں قرآن کے ایک اور مقام پر چلتے ہیں تا کہ اچھی طرح پتہ چل سکے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے دعا نہیں کی جا سکتی ارشادِ باری تعالیٰ ہے

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ○

''اسی (اللہ) کو پکارنا ہی حق ہے مشرک جن کو اس کے سوا پکارتے ہیں وہ ان کی کوئی دعا قبول نہیں کر سکتے (ان کی مثال اس پیاسے کی سی ہے) جو اپنے ہاتھ پانی کی طرف پھیلا رکھے تا کہ وہ اس کے منہ تک آ پہنچے۔ مگر وہ کبھی اس کے منہ تک نہیں پہنچے گا اور اسی طرح کافروں کی دعا بے کار چلی جاتی ہے۔'' (رعد:14)

اللہ تعالیٰ نے کتنی واضح مثالیں دے کر مشرکوں کو سمجھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی وہ واحد ہستی ہے جس کو خوف اور امید کے وقت پکارنا چاہیے کیونکہ وہی ہر ایک کی پکار سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔ عبادت صرف اسی کا حق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں کیونکہ کائنات کا خالق مالک اور مدبر صرف وہی ہے اسی لئے عبادت بھی صرف اسکا حق ہے جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو مدد کے لئے پکارتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دور سے پانی کی طرف دونوں ہتھیلیاں پھیلا کر پانی سے کہے کہ تو میرے منہ تک آ جا۔

ظاہر بات ہے کہ پانی ایک بے شعور چیز ہے اسے پتہ ہی نہیں کہ ہتھیلیاں پھیلانے والے کی حاجت کیا ہے؟ اور نہ اسے یہ پتہ ہے کہ مجھ سے اپنے منہ تک پہنچنے کا مطالبہ کر رہا ہے اور نہ ہی اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی جگہ سے حرکت کر کے اس کے ہاتھ یا منہ تک پہنچ جائے۔ اسی طرح یہ مشرک اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں، انہیں نہ یہ پتہ ہے کہ کوئی انہیں پکار رہا ہے اور اس کی فلاں حاجت ہے اور نہ حاجت روائی کی ان میں صلاحیت ہے اور پھر در در کی خاک چھانتے ان مشرکوں کی زندگی گزر جاتی ہے مگر ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔

مشرکین اور ان کے معبودوں سے سوال

دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے اور کی جا رہی ہے، ان

میں جمادات یعنی پتھر، لکڑی اور دیگر دھاتوں کی بنی ہوئی مورتیاں بھی ہیں جنہیں شعور نہیں ہے اور اللہ کے نیک بندے بھی ہیں جو شعور والے ہیں۔

مثلاً سیدنا عزیر علیہ السلام سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے بہت سے نیک بندے، اسی طرح جنات اور فرشتوں کے پجاری بھی ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ان سب معبودوں سے پوچھے گا کہ بتلاؤ تم نے میرے بندوں کو اپنی عبادت کرنے کا حکم دیا تھا یا یہ اپنی مرضی سے تمہاری عبادت کر کے گمراہ ہوئے تھے؟ وہ جواب دینگے کہ جب ہم خود تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں سمجھتے تھے تو پھر ہم اپنی بابت کس طرح لوگوں کو کہہ سکتے تھے کہ تم اللہ کی بجائے ہمیں اپنا ولی اور کارساز سمجھو۔ دیکھیں قرآن نے اس کی کس طرح وضاحت کی ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَ اَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ

''اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں اور اللہ کے سوا جنہیں یہ پوجتے رہے انہیں جمع کر کے پوچھے گا کہ کیا میرے ان بندوں کو تم نے گمراہ کیا یا یہ خود ہی راہ سے گم ہو گئے وہ جواب دیں گے تو پاک ذات ہے خود ہمیں ہی یہ زیبا نہ تھا کہ تیرے سوا اوروں کو اپنا کارساز بناتے۔''

(الفرقان:18-17)

میرے شریکوں کو پکارو

قیامت کے دن مشرکوں اور ان کے خودساختہ معبودوں کے درمیان پردہ اور آڑ کر دی جائے گی اللہ تعالیٰ مشرکوں سے فرمائے گا کہ تم نے جو میرے شریک بنا رکھے تھے ان کو پکارو۔ وہ پکاریں گے، لیکن جواب نہ دے سکیں گے۔ قرآن نے یوں

وضاحت کی ہے۔

وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِ يَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا○

"اور جس دن وہ فرمائے گا کہ تمہارے خیال میں جو میرے شریک تھے انہیں پکارو! یہ پکاریں گے لیکن ان میں سے کوئی بھی جواب نہ دے گا۔ ہم ان کے درمیان ہلاکت کا سامان کر دیں گے۔" (کہف: 52)

میرے مسلمان بھائیو! ہمیں سوچنا چاہیے کہ جب اللہ ہی خالق، رازق، مالک اور کائنات میں تصرف کرنے والا اور مدبر ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، پھر اور کون معبود ہوسکتا ہے؟ جس کو اس کے ساتھ اپنی مشکلات اور پریشانیاں حل کرنے کے لئے پکارا جائے؟ جسے بھی پکارا جائے یا اس سے مدد طلب کی جائے یا اس سے حفظ و پناہ مانگی جائے، کیا وہ اللہ کی طرف سے مامور ہے؟

اگر جواب نفی میں ہے تو پھر اسے پکارنا، اس سے مدد طلب کرنا، اس کے لئے نذر و نیاز دینا اور اس پر بھروسہ کرنا سب یکسر باطل ہے۔

شریکوں نے کیا پیدا کیا؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ج اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ج بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا○ (فاطر :40)

"آپ کہیے! کہ تم اپنے قرارداد شریکوں کا حال تو بتلاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو، یعنی مجھ کو یہ بتلاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون

سا (جزو) بنایا ہے یا ان کا آسمانوں میں کچھ ساجھا ہے۔ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس کی دلیل پر قائم ہوں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نرے دھوکے کی باتوں کا وعدہ کرتے آتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے مشرکوں سے اس بات کا تقاضا کیا ہے کہ بتلاؤ جن کو تم نے میرا شریک بنایا ہے انہوں نے زمین میں سے کونسا (جزو) بنایا ہے یا ان کا آسمان میں کچھ حصہ ہے یا ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہو، جس میں یہ درج ہو کہ ان چیزوں میں بھی کوئی میرا شریک ہے بلکہ یہ آپس میں ہی ایک دوسرے کو گمراہ کرتے چلے آئے ہیں ان کے پیر اور لیڈر یہ کہتے تھے کہ یہ معبود انہیں نفع پہچائیں گے، انہیں اللہ کے قریب کر دیں گے اور ان کی شفاعت کریں گے لیکن یہ سب کچھ بغیر دلیل کے ہی کرتے آئے ہیں۔

شریک ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں سے اپنی امیدیں وابستہ کیے ہوئے بیٹھے ہیں اور انہیں ہی سب اختیارات کا مالک سمجھا ہوا ہے۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ یعنی انہیں خیر پر کوئی اختیار ہے نہ شر پر۔ کسی کو فائدہ پہنچانے کی قدرت ہے نہ نقصان سے بچانے کی۔ اور نہ ہی کوئی تخلیق میں، ملکیت میں اور تصرف میں اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے۔ آیئے ذرا قرآن پڑھیں۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ (سبا:22)

"کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار کر دیکھ لو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمین میں ایک ذرہ کا بھی

اختیار ہے نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔"

معبودانِ باطلہ پکار نہیں سنتے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝

"یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار سنتے ہی نہیں۔ اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے۔ بلکہ قیامت کے دن تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر جائیں گے۔ آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔" (فاطر: 13-14)

یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خبردار کیا ہے کہ بادشاہی صرف اُسی ذات کی ہے جو سب کا پالنے والا ہے۔ اس کے سوا جن کو پکارا جاتا ہے وہ حقیر سے حقیر چیز کے بھی مالک نہیں اور نہ اسے پیدا کرنے پر قادر ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ انہیں پکارنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ وہ کسی کی پکار نہیں سن سکتے اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ اگر (بالفرض) وہ سن بھی لیں تو بے فائدہ۔ اس لئے کہ وہ تمہاری التجاؤں کے مطابق تمہارا کام نہیں کر سکتے۔ یہاں ان لوگوں کو قرآن سے نصیحت پکڑنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کے گن گاتے ہیں اور اپنی دنیاوی اور اُخروی امیدیں ان

سے وابستہ کیے بیٹھے ہیں۔

معبودانِ باطلہ کسی تکلیف کو دور نہیں کر سکتے

اللہ تعالیٰ ہی وہ ذات ہے جو مخلوق کی مصیبتوں اور پریشانیوں کو دور کرتی ہے اس کے علاوہ لوگوں نے جن کو اپنا معبود بنایا ہوا ہے وہ تو اپنی تکلیف بھی دور نہیں کر سکتے دوسروں کی کیسے کریں گے؟

آیئے! دیکھتے ہیں قرآن اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○ (بنی اسرائیل :56)

''کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکارو، لیکن نہ تو وہ تم سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ بدل سکتے ہیں۔''

قرآن سے واضح ہوتا ہے کہ یہ صفت پتھروں کے بنے ہوئے بتوں میں نہیں ہو سکتی یعنی اللہ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی رہی ہے وہ صرف پتھر کی مورتیاں ہی نہیں تھیں بلکہ وہ اللہ کے بندے بھی تھے۔ جن میں سے کچھ فرشتے، کچھ صالحین، کچھ انبیاء اور کچھ جنات تھے۔

اللہ تعالیٰ نے سب کی بابت فرمایا کہ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ نہ کسی سے تکلیف دور کر سکتے ہیں اور نہ کسی کی حالت بدل سکتے ہیں۔

شریک قیامت کے دن شرک کا انکار کر دیں گے

جو لوگ دنیا میں اللہ کے سوا دوسروں کو معبود بناتے ہیں وہ قیامت والے دن انہیں دیکھ کر کہیں گے اے ہمارے رب یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے تیرا شریک بنایا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے تیرے سوا مشکل کشا اور حاجت روا بنایا ہوا تھا۔

پھر وہ (شریک) مشرکوں کو جواب دیں گے کہ تم بالکل جھوٹے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاِذَا رَاَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَ هُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ فَاَلْقَوْا اِلَيْهِمُ الْقَوْلَ اِنَّكُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ (نحل:86)

اور جب مشرکین اپنے شریکوں کو دیکھ لیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار! یہ ہمارے وہ شریک ہیں جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ پس وہ انہیں جواب دیں گے کہ تم بالکل ہی جھوٹے ہو۔

جھوٹے معبود مردہ ہیں، زندہ نہیں

مشرک اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ مخلوق ہیں، انہوں نے کوئی چیز پیدا نہیں کی بلکہ وہ پیدا کیے گئے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ اسی خالق کے آگے پیشانیاں جھکیں اور اسی کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جائے۔ نذریں نیازیں اسی کے نام پر دی جائیں اپنے سارے معاملات اسی کے سپرد کیے جائیں اور بھروسہ اسی پر کیا جائے۔ اس ذات کے سوا جن کو مشرک پکارتے ہیں ذرا سنئے قرآن اس بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

"اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ خود پیدا کیے گئے ہیں مردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔" (نحل:21-20)

اب ذرا غور کریں تو یہ چیز کھل کر سامنے آتی ہے کہ اسی ذات کو پکارنا حق بنتا ہے،

جس نے پیدا کیا ہے۔ نہ کہ ان کو جو پیدا کیے گئے ہیں پھر قرآن نے اس چیز کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ اللہ کے سوا جن کو پکارا جاتا ہے وہ مردہ ہیں زندہ نہیں ہیں، یہاں مردہ سے مراد وہ پتھر بھی ہیں جو بے جان اور بے شعور ہیں اور فوت شدہ نیک لوگ بھی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا (جس کا انہیں شعور نہیں) وہ تو پتھر کے بجائے بندوں کے لئے ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ صاف ظاہر ہے کہ قبروں سے پتھر وغیرہ یا پتھر کے بنے ہوئے بت نہیں بلکہ بندے اٹھائے جائیں گے۔

اب یہاں ان لوگوں کے عقیدے کا بھی رد ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ قبروں میں جو دفن ہیں مردہ نہیں، زندہ ہیں اور ہم زندوں کو ہی پکارتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی، نہ دنیا سے ان کا تعلق ہی باقی رہتا ہے، اس کے علاوہ قرآن سے ان لوگوں کے نظریات کا بھی رُد ہو جاتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مشرکین مکہ بت پوجنے کی وجہ سے مشرک کہلاتے تھے۔ قرآن نے صاف بتا دیا ہے کہ قبروں سے بت نہیں بلکہ بندے اٹھائے جائیں گے جن کو اتنا شعور تک نہیں کہ کب اٹھایا جانا ہے لہٰذا ماننا پڑے گا کہ مشرکین مکہ نے جو بت بنائے تھے، وہ محض پتھر کے بت نہیں تھے بلکہ نیک لوگوں کے مجسمے تھے جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے۔

معبودانِ باطلہ اپنی جان کے نفع ونقصان کے بھی مالک نہیں

اللہ تعالیٰ نے یہاں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جنہوں نے خالق کائنات کو چھوڑ کر دوسروں کو رب بنالیا ہے جو اپنے بارے میں بھی کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنی جان کے نفع ونقصان کے مالک ہیں۔ جو اپنے لئے کوئی اختیار نہ رکھتے ہوں وہ دوسروں کے نفع ونقصان کے مالک کیسے ہوسکتے ہیں؟

دیکھیں ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن نے کیا کہا ہے۔

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا۝ (الفرقان:3)

''ان لوگوں نے اللہ کے سوا جو اپنے معبود ٹھہرا رکھے ہیں۔ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے، بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں، یہ تو اپنی جان کے نقصان و نفع کا بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت وحیات کے اور نہ دوبارہ جی اٹھنے کے وہ مالک ہیں۔''

میرے بھائیو ذرا سوچو کہ کیا پتھر کے بتوں میں بھی کوئی طاقت قدرت ہوتی ہے کہ نفع یا نقصان کا اختیار اپنی جان کے لئے اپنے پاس رکھ سکیں۔ ایک بے جان چیز کے پاس کوئی اختیار نہیں ہوسکتا، وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ مشرکین مکہ صرف بتوں کی پوجا کرتے تھے، کیا یہ پڑھ کر بھی ان کی سمجھ میں بات نہیں آئی کہ انہوں نے نیک لوگوں کے بت بنائے ہوئے تھے جنہیں وہ حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے تھے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک لوگوں کے اختیار کو بھی رد کر دیا ہے۔

اللہ کے شریک روزی نہیں دے سکتے

قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے ہر چیز بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جنہیں معبود بنا لیا گیا ہے وہ رازق نہیں ہیں نہ ہی وہ کسی کو مار سکتے ہیں اور نہ ہی زندہ کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس شرک سے پاک ہے۔

آیئے! قرآن سے سبق حاصل کریں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ○ (روم:40)

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کرے گا بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کرسکتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے لئے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں۔''

ایک اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ (نحل:73)

''اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں کچھ بھی تو روزی نہیں دے سکتے اور نہ کچھ قدرت رکھتے ہیں۔''

یعنی اللہ کو چھوڑ کر عبادت بھی ایسے لوگوں کی کرتے ہیں جن کے پاس کسی چیز کا اختیار نہیں ہے۔

مشرک پر شیطان کا زور چلتا ہے

مشرک پر شیطان کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ بڑے بڑے حربے استعمال کرتا ہے تا کہ انسان رستے سے بھٹک جائے۔ اللہ کے نیک بندوں اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور نہیں چلتا۔ اس کا غلبہ انہی لوگوں پر ہوتا ہے جو اس سے دوستی رکھتے ہیں اور اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ○

اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ۝

''ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلتا۔ ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں اور اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔'' (نحل: 100-99)

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ۝

''اور جو شخص رحمٰن کی یاد سے غفلت کرے ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں وہی اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ انہیں راہ سے روکتے ہیں اور یہ اسی خیال میں رہتے ہیں کہ یہ ہدائیت یافتہ ہیں، یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس آئے گا کہے گا کاش! میرے اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا تُو برا ساتھی ہے۔'' (الزخرف: 38-36)

یعنی وہ شیطان اللہ کی یاد سے غافل رہنے والے کا ساتھی بن جاتا ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا اور نیکیوں سے روکتا ہے یا انسان خود اسی شیطان کا ساتھی بن جاتا ہے اور اس سے علیحدہ نہیں ہوتا بلکہ تمام معاملات میں اسی کی پیروی اور اس کے تمام وسوسوں میں اس کی اطاعت کرتا ہے۔

پھر وہ شیطان ان کے اور حق کے راستے کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں اور اس سے انہیں روکتے ہیں اور انہیں برابر سمجھاتے رہتے ہیں کہ تم حق پر ہو حتیٰ کہ وہ واقعی اپنے بارے میں یہی گمان کرنے لگ جاتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں یعنی شرک کرتے ہوئے بھی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم شرک نہیں کر رہے۔ شیطان ان کے برے کام بھی بھلے کر دکھاتا ہے۔

قیامت کے دن بندہ پھر پچھتائے گا کہ میں کیوں اللہ اور رسول کی اطاعت سے منہ موڑ کر شیطان کے پیچھے لگا رہا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطانی حملوں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

یہی مضمون ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ○

"اور جب تنہا اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل سکڑ جاتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں۔" (الزمر:45)

تاہم ایمان والوں کو مشرکین کے برعکس اللہ تعالیٰ ہی سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور وہ اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی پر ان کا پختہ یقین اور بھروسہ ہوتا ہے۔ دیکھیں قرآن نے کس طرح واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارنے والے اور ان کے گن گانے والے حقیقت میں اللہ کے محبّ نہیں ہیں بلکہ انہی کے ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اسی لئے تو وہ ان کی نذریں نیازیں دیتے ہیں، غمی اور خوشی میں انہیں پکارتے ہیں۔

مشرک جہنم میں

ان لوگوں کے لئے بہت بڑی خرابی ہے جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے جو ارشاد فرمایا ہے وہ بھی پڑھ لیں اور دعا بھی کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو شرک جیسی لعنت اور شیطانی حملوں سے محفوظ رکھے۔ (آمین) ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ○ فِي

الْحَمِيمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ○ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ○ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ○

''جب کہ ان کی گردنوں میں طوق ہونگے اور زنجیریں ہونگی، گھسیٹے جائیں گے کھولتے ہوئے پانی میں اور پھر جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے۔ پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ جنہیں تم شریک کرتے تھے وہ کہاں ہیں؟ جو اللہ کے سوا تھے۔ وہ کہیں گے کہ وہ تو ہم سے بہک گئے بلکہ ہم تو اس سے پہلے کسی کو پکارتے ہی نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ کافروں کو اسی طرح گمراہ کرتا ہے۔'' (المومن:71-74)

قیامت والے دن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا حال بیان کیا ہے جنہوں نے اللہ کے شریک بنائے ہوئے ہیں جو مختلف طریقوں سے شرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور اللہ کے سوا اوروں میں بھی وہ کچھ سمجھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی کر سکتا ہے۔ غیر اللہ کی نذریں نیازیں، چڑھاوے، غیر اللہ سے اولاد، روزی شفاء وغیرہ کی طلب یا یہ سمجھنا کہ یہ سب کچھ غیر اللہ کی مہربانی سے ہوا ہے۔ اسی طرح اللہ کی صفات جو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی خاص ہیں ان کو مخلوق میں کسی کے لئے ماننا۔ یہ سب امور شرک کے زمرے میں آتے ہیں۔ پھر آپ نے دیکھ لیا ہے کہ قرآن نے ان مشرکوں کے بارے میں کتنی وضاحت سے سمجھایا ہے کہ جن کو وہ شریک کرتے تھے وہ کہاں ہیں یعنی تمہاری مدد کیوں نہیں کر رہے؟ پھر مشرک کہیں گے کہ پتہ نہیں وہ کہاں چلے گئے ہیں وہ ہماری مدد کیا کریں گے۔ وہاں پھر پچھتاوے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا لہٰذا اب بھی بھی وقت ہے کہ شرک سے توبہ کر لیں اور اسی ذات کی طرف رجوع کر لیں جو مالک ہے، رازق ہے، خالق ہے، عادل ہے، پالنے والا ہے، سننے والا ہے، علم والا ہے، حقیقت والا ہے، بخشنے والا ہے قدرت والا ہے، بصیرت والا ہے۔

پیشوا لوگوں کا اظہارِ لاتعلقی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ○ وَقَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ط (البقرۃ:166-167)

''جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزاری کا اظہار کریں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا کتنے واضح الفاظ میں ذکر کیا ہے جنہوں نے اللہ کے سوا اوروں کو معبود بنا رکھا ہے اور انہیں حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ رکھا ہے اور انہی کی پوجا پاٹ اور پیروی کی جا رہی ہے انہی لوگوں کی بے بسی اور بے وفائی پر مشرک آخرت میں حسرت کریں گے۔ لیکن وہاں اس حسرت کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کاش دنیا میں ہی وہ شرک سے توبہ کر لیں۔ قیامت کے دن سب رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے۔ کوئی کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔ وہاں نجات صرف اسی کو ملے گی جس نے اللہ اور رسول اللہ کی فرمانبرداری کی ہوگی اور جو اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوگا۔ آئیں دیکھیں قرآن کیا کہہ رہا ہے کہ نجات کس طرح ملے گی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ○

''جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں اور خوف

الٰہی رکھیں اور اسکے عذابوں سے ڈرتے رہیں وہی نجات پانے والے ہیں۔" (النور: 52)

یعنی فلاح وکامیابی کے مستحق صرف وہ لوگ ہوں گے جو اپنے تمام معاملات میں اللہ اور رسول کے فیصلے کو خوشی سے قبول کرتے اور انہی کی اطاعت کرتے ہیں اور خوف الٰہی ان کے دل میں رہتا ہے اور متقی اور پرہیزگار ہیں نہ کہ دوسرے لوگ جو ان صفتوں سے محروم ہیں۔

مکڑی کی مثال

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مثال ایک مکڑی سے دی ہے جنہوں نے اللہ تعالی کے سوا دوسروں کو اپنا معبود، حاجت روا اور مشکل کشا بنا رکھا ہے۔ جس طرح مکڑی کا جالا (گھر) نہایت بودا، کمزور اور ناپائیدار ہوتا ہے ہاتھ کے معمولی سے اشارے سے وہ نیست ونابود ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنانا بھی ایسا ہی ہے یعنی بالکل بے فائدہ کیونکہ وہ بھی کسی کے کام نہیں آسکتے۔ اس لئے غیر اللہ سے وابستہ سہارے وامیدیں بھی مکڑی کے جالے کی طرح یکسر ناپائیدار ہیں۔ اگر یہ پائیدار یا نفع بخش ہوتے تو یہ معبود گزشتہ قوموں کو تباہی سے بچا لیتے، لیکن لوگوں نے دیکھ لیا کہ وہ انہیں نہیں بچا سکے۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس چیز کی کس طرح وضاحت کی ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ○ (العنکبوت: 41)

"جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کارساز مقرر کر رکھے ہیں ان کی

مثال مکڑی کی سی ہے کہ وہ بھی ایک گھر بنا لیتی ہے۔ حالانکہ تمام گھروں سے زیادہ کمزور گھر مکڑی کا گھر ہی ہے کاش وہ جان لیتے۔''

جہنم کی مہمانی

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ○

''کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا کہ وہ میرے سوا میرے بندوں کو اپنا حمایتی بنالیں گے؟ (سنو) ہم نے ان کفار کی مہمانی کے لئے جہنم کو تیار کر رکھا ہے۔''(کہف:102)

ذرا غور کریں کس طرح قرآن کھول کھول کر لوگوں کو سمجھا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو حاجت روا اور مشکل کشا واسطہ وسیلہ اور سفارشی بنا رکھا ہے خواہ وہ ملائکہ ہوں، بزرگ ہستیاں ہوں یا جنات ہوں جن کی عبادت اس لئے کی جاتی ہے کہ آخرت میں بچاؤ کا ذریعہ ہو جائیں اور حمایتی اور سفارشی ہوں وہ ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا ہے اور ایسے غیر اللہ کے پجاریوں کو جہنم کی مہمانی کی وعید سنائی گئی ہے۔

یہاں ان لوگوں کو قرآن سے سبق حاصل کرنا چاہیے جو غیر اللہ میں بہت آگے نکل چکے ہیں جو کہتے ہیں بس جی سرکار کا دامن تھام لیا ہے وہ ہمیں بخشوانے کے لئے کافی ہیں۔ اللہ کے بندو! ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو اور قرآن کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ تھوڑا سا بھی غور کریں تو بات سمجھ آ سکتی ہے۔ اب ذرا سوچیں اور سمجھیں کہ جن لوگوں کو حاجت روا مشکل کشا اور اللہ کے ہاں اپنا حمایتی، سفارشی واسطہ وسیلہ اور بخشوانے کا

ذریعہ سمجھا ہوا ہے کیا آپ کے پاس کوئی گارنٹی ہے کہ وہ اللہ کی عدالت سے بری ہیں اور ان کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا؟ اگر وہ بھی اللہ تعالیٰ کی عدالت سے نہیں بچ سکتے، تو پھر تمہاری عقل پر پردہ کیوں پڑا ہوا ہے۔ کیوں غور نہیں کرتے؟

اس سے پہلے جو آپ نے پڑھا ہے کہ جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف قرب حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں۔ کیا یہ پڑھ کر بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ قرآن کس طرح واضح الفاظ میں سمجھا رہا ہے۔ یعنی جو خود اللہ تعالیٰ کی عدالت سے نہیں بچ سکتے وہ تمہیں کیسے بچائیں گے۔ جو خود محتاج ہیں تم ان سے مانگ رہے ہو۔ جنہیں خود پتہ نہیں کہ ان کی بخشش ہوگی یا نہیں تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بخشوالیں گے۔ اگر اس عقیدے سے توبہ نہ کی تو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے اسے بھی ذہن میں بٹھا لیں۔ اب آگے بڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں قرآن کیا کہہ رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سفارشی اور مددگار نہیں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ؕ مَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (السجدہ:4)

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا پھر قرار پکڑا عرش پر۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی مددگار اور سفارشی نہیں کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔“

دیکھیں قرآن کس طرح واضح کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا وہاں کوئی ایسا

دوست نہیں ہوگا جو تمہاری مدد کر سکے اور تم سے اللہ کے عذاب کو ٹال دے، نہ وہاں کوئی سفارشی ہی ایسا ہوگا جو تمہاری سفارش کر سکے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے دوسروں پر بھروسہ رکھنے والوں اور غیر اللہ کے پجاریوں کو سمجھایا ہے کہ عقل کیوں نہیں استعمال کرتے اور نصیحت کیوں نہیں حاصل کرتے، یعنی اس خالق کائنات کا در چھوڑ کر غیر اللہ کے در پر کیوں مارے مارے پھرتے ہو؟

ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ۚ قُلْ أَوَلَوْ كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ۝ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ۖ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

''کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا (اوروں کو) سفارشی مقرر کر رکھا ہے؟ کہہ دیجئے کہ اگرچہ وہ کچھ اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ عقل رکھتے ہوں کہہ دیجئے کہ تمام سفارش کا مختار اللہ ہی ہے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کیلئے ہے تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔'' (الزمر: 43-44)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو خبردار کیا ہے جنہوں نے غیر اللہ کو اپنا سفارشی مقرر کر رکھا ہے۔ یہاں اس چیز کی وضاحت کی گئی ہے کہ سفارش کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارش نہیں کر سکے گا۔ پھر صرف اسی ایک اللہ ہی کو کیوں نہ پکارا جائے اور عبادت صرف اسی کی کیوں نہ کی جائے تاکہ وہ راضی ہو جائے اور شفاعت کے لئے کوئی سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت نہ رہے۔ ہاں جس شفاعت کی دلیل موجود ہے اس شفاعت کے لئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ شفاعت نصیب ہو جائے۔

آیئے! پھر قرآن کی طرف چلتے ہیں:

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝

"جو برا کرے گا اس کی سزا پائے گا اور کسی کو نہ پائے گا جو اس کی حمایت و مدد اللہ کے پاس کر سکے۔" (النساء: 123)

دیکھیں قرآن کس طرح واضح کر رہا ہے کہ قیامت والے دن انسان کے اعمال کی جزا اور سزا ملے گی وہاں کوئی حمایتی اور سفارشی اور مددگار نہیں ہوگا۔ تو پھر ہم کیوں نہ اس ذات پر بھروسہ رکھتے ہوئے خالص اسی کی عبادت میں مشغول رہیں جس نے پیدا کیا ہے۔ ایک اور جگہ دیکھیں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔

وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّ لَاشَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۝ (انعام: 51)

"اور ایسے لوگوں کو ڈرایئے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع کیے جائیں گے۔ کہ نہ کوئی ان کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جائیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۝

"(جنہیں یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں) وہ شفاعت کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں مستحق شفاعت وہ ہیں جو حق بات کا اقرار کریں اور وہ جانتے ہوں۔" (الزخرف: 86)

یعنی اللہ کے سوا جن کی یہ عبادت کرتے ہیں یہ سمجھتے ہوئے کہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے ان معبودوں کو سفارش کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔ شفاعت بھی ایسے لوگوں کے حق میں ہوگی جنہوں نے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہو اور یہ اقرار بھی علم و بصیرت کی بنیاد پر ہو محض رسمی اور تقلیدی نہ ہو یعنی زبان سے کلمہ توحید ادا کرنے والے کو پتہ ہو کہ اس میں صرف ایک اللہ کا اثبات اور دیگر تمام معبودوں کی نفی ہے۔ پھر

اس کے مطابق اس کا عمل ہوا ایسے لوگوں کے حق میں اہل شفاعت کی شفاعت مفید ہوگی اور پھر شفاعت کرنے کا حق صرف ایسے لوگوں کو ملے گا جو حق کا اقرار کرنے والے ہوں گے۔ یعنی انبیاء صالحین اور فرشتے نہ کہ معبودان باطل کو جنہیں مشرکین اپنی ہی طرف سے بغیر کسی دلیل کے اپنی شفاعت کا سبب سمجھتے ہیں۔

مشرک شفاعت سے محروم

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز میری سفارش سے فیضیاب ہونے والے وہ لوگ ہیں، جنہوں نے سچے دل سے یا (آپ نے فرمایا) جی جان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے۔ **(صحیح بخاری:99، 6570)**

ایک اور جگہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

> ''ہر نبی کے لئے ایک دعا ایسی ہے جو ضرور قبول ہوتی ہے تمام انبیاء نے وہ دعا دنیا میں مانگ لی لیکن میں نے اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ کر رکھی ہے۔ میری شفاعت ان شاء اللہ ہر اس شخص کے لئے ہوگی جو اس حال میں مرا کہ اس نے کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہیں کیا۔''

(صحیح بخاری 6304، مسلم کتاب الایمان 338,200، ترمذی 3602)

آج بھی ہر مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی امید لگائے بیٹھا ہے لیکن یہ بھی تو دیکھنا ہے کہ شفاعت کے تقاضے بھی پورے ہو رہے ہیں یا نہیں؟ یعنی اللہ کے ساتھ شرک تو نہیں کیا جا رہا؟

اب تک قرآن وحدیث کی روشنی میں جو کچھ بھی پڑھ چکے ہیں، ہر چیز روز روشن کی طرح واضح ہے، توحید اور شرک کے بارے میں جو کچھ بھی قرآن وحدیث میں وارد ہوا ہے، پوری کوشش کی گئی ہے کہ اس کی وضاحت ہو جائے۔ اب ہم نے اپنے عقاید

ونظریات اور اعمال پر نظر دوڑانی ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ ہم نبی ﷺ کی شفاعت کے مستحق ہیں بھی یا نہیں؟ کیا نبی ﷺ کی شفاعت ہمیں فائدہ دے گی یا نہیں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ ایک طرف ہم نبی ﷺ کی شفاعت کی امید لگائے بیٹھے ہوں اور دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے شرک جیسی لعنت میں مبتلا ہوں؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی ذات میں، اس کی عبادت میں اور اس کی صفات میں دوسری ہستیوں کو شریک ٹھہرایا ہو؟ یہ ساری چیزیں سمجھنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی کیونکہ ہر چیز پچھلے اوراق میں لکھی جا چکی ہے اور لکھی جا رہی ہے، اب ہم نے اپنا محاسبہ کرنا ہے اور شرک جیسی لعنت سے اپنے آپ کو بچانا ہے، کیونکہ رائی برابر بھی شرک ہوا اور اسی شرکیہ عقیدے پر موت آ گئی، تو ساری نیکیوں پر پانی پھرنے کا اندیشہ ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے ہیں کہ ہمیں اپنے ہی در کا سوالی بنائے اور قیامت کے دن نبی اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ (آمین)

مشرکین مکہ کے لئے ناجائز اور مسلمانوں کے لئے جائز کیوں؟

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مشرکین مکہ کو توحید کی دعوت دی اور انہیں شرک سے منع کیا اور ہر اس چیز کے کرنے سے منع کیا جو ناجائز تھی، اگر آج کا مسلمان بھی وہی کام کرے، جس سے مشرکین مکہ کو روکا گیا تھا، تو وہی چیز پندرہ سو سال بعد آج کے مسلمان کے لئے کس طرح جائز ہوگی؟ مثال کے طور پر مشرکین مکہ کی غیر اللہ سے مدد مانگنے کو ناجائز ٹھہرایا گیا، تو آج کا مسلمان اگر غیر اللہ سے مدد مانگے تو یہ اس کے لئے کس طرح جائز ہو جائے گی؟

مشرکین مکہ نے غیر اللہ کو اللہ کے ہاں قرب حاصل کرنے کا وسیلہ بنایا جس کا قرآن نے ردّ کیا ہے۔ اگر آج کا مسلمان بھی غیر اللہ کو اللہ کے ہاں قرب حاصل

کرنے کے لئے وسیلہ بنائے تو اس کے لئے کس طرح جائز ہو جائے گا؟

مشرکین مکہ غیر اللہ کو اللہ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھیں اور قرآن نے اس کا رد کیا ہو آج کا مسلمان بھی غیر اللہ کو اللہ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھے تو یہ اس کے لئے کس طرح جائز ہوگا؟

مشرکین مکہ اگر غیر اللہ کی نذر و نیاز دیں تو یہ ان کے لئے ناجائز ٹھہرایا جائے اور آج کا مسلمان اگر غیر اللہ کی نذر و نیاز دے تو اس کے لئے کس طرح جائز ہو جائے گی؟

مشرکین مکہ اگر اللہ کے سوا دوسروں کو اپنا ماوی و ملجا سمجھیں اور ان سے اپنی امیدیں وابستہ کریں تو وہ مشرک ٹھہرائے جائیں اور آج کا مسلمان اگر اللہ کے سوا دوسروں سے مدد مانگے اور غیر اللہ کے نعرے لگاتا پھرے تو کیا یہ شرک سے بچ جائے گا؟

اگر یہی ایک نکتہ بندے کی سمجھ میں آ جائے تو مجھے اللہ کے گھر میں سو فیصد امید ہے کہ بندے کا عقیدہ صحیح ہو سکتا ہے اور وہ اللہ کے فضل و کرم سے شرک سے بچ سکتا ہے۔ اسی لئے تو میں نے پہلے بھی وضاحت کر دی ہے کہ اپنا عقیدہ درست رکھنے کے لئے مشرکین مکہ کے عقائد و نظریات کو جاننا بہت ضروری ہے تاکہ ایک کلمہ گو مسلمان ان جیسے عقاید و نظریات کو اپنانے اور شرک کی لعنت سے بچ جائے اور دوسری بات جو غور طلب ہے وہ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین مکہ کو توحید کی دعوت دی اور شرکیہ عقاید و نظریات سے منع کیا، آج اگر کوئی مسلمان کلمہ توحید کا اقرار کر کے اپنے عقاید و نظریات مشرکین جیسے رکھے، یعنی کلمہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھے اور کام وہی کرے، جو مشرکین مکہ کرتے تھے، تو کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بے وفائی نہیں ہوگی؟

میرے بھائیو! ذرا غور کرو اور سوچو اگر ان چیزوں میں مشرکین مکہ کی مشابہت کرنی ہے تو پھر کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ؟ آج بھی اگر کسی سے یہ بات ہو کہ یہ عقیدہ اور

نظریہ مشرکین مکہ کا تھا تو جواب ملتا ہے کہ چھوڑو جی وہ تو بتوں کو پوجتے تھے اور مشرک تھے ہم نے تو کلمہ پڑھا ہے اور مسلمان ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حقیقت کو سمجھنے کی توفیق دے اور ہر مسلمان کو عقیدہ توحید پر استقامت نصیب فرمائے (آمین)

شریک ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے

مشرک کی مثال بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو مخاطب کر کے یوں فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ۭ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ۭ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

''اے لوگو! ایک مثال پیش کی جاتی ہے اسے غور سے سنو! اللہ کے علاوہ جن کو بھی تم پکارتے ہو وہ تو ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ وہ سارے بھی اس کام کے لئے جمع ہو جائیں بلکہ وہ اس قدر بے بس ہیں کہ اگر ان سے مکھی کچھ چھین کر لے جائے تو وہ اس سے چھڑا نہیں سکتے۔ مانگنے والا کمزور اور جس سے مانگا جا رہا ہے وہ بھی کمزور بے بس ہے انہوں نے اللہ کے مرتبہ کے مطابق اللہ کی قدر ہی نہیں جانی، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا زور وقوت والا اور ہر چیز پر غالب ہے۔'' (الحج:74-73)

اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ یہ معبودان جن کو تم اللہ کے سوا مدد کے لئے پکارتے ہو یہ سب جمع ہو کر ایک نہایت حقیری مخلوق

مکھی بھی پیدا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔ اس کے باوجود بھی انہی کو اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھو تو تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ پھر ان لوگوں کی بے بسی اور لاچارگی کا اظہار بھی کیا ہے کہ پیدا کرنا تو کجا یہ تو مکھی کو پکڑ کر اس کے منہ سے اپنی وہ چیز بھی واپس نہیں لے سکتے، جو وہ ان سے چھین کر لے جائے۔

یہاں یہ بات بھی ظاہر ہو رہی ہے کہ اللہ کے سوا جن کی عبادت ہوتی رہی ہے، وہ صرف پتھر کی بے جان مورتیاں اور بت ہی نہ تھے، (جیسا کہ آج کل قبر پرست کہتے ہیں) بلکہ یہ عقل وشعور رکھنے والی چیزیں بھی تھیں، یعنی اللہ کے نیک بندے بھی تھے، جن کے مرنے کے بعد لوگوں نے ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا لیا، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب اکٹھے بھی ہو جائیں تو ایک حقیر ترین چیز یعنی مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ محض پتھر کی مورتیوں اور بتوں کو یہ چیلنج نہیں دیا جا سکتا۔ ان لوگوں کو غور کرنا چاہیے اور اس عقیدہ سے توبہ کرنی چاہیے جو یا علی مدد، یا علی مشکل کشا، یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ وغیرہ کے نعرے لگاتے ہیں اور انہیں اپنی مشکلات میں مدد کے لئے پکارتے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! ذرا غور کرو کہ پچھلی قوموں کے مشرکین اگر ایسا کریں تو انہیں کافر اور مشرک ٹھہرایا جائے اور آج کا ایک مسلمان وہی کچھ کرے جو وہ کرتے تھے تو یہ پکا سچا مسلمان کہلائے، یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ فیصلہ آپ نے کرنا ہے۔

مشرکوں اور ان کے معبودوں کی جواب دہی

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَيَقُولُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۤءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ○ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۤءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًا ۢ بُوْرًا ○ فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّلَا نَصْرًا ۚ

''اور جس دن اللہ تعالیٰ انہیں اور جنہیں یہ سوائے اللہ کے پوجتے رہے، انہیں جمع کر کے پوچھے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا یا وہ خود بھٹک گئے راستے سے، وہ جواب دیں گے کہ تیری ذات تو پاک ہے ہم کو خود یہ بات زیب نہیں دیتی تھی کہ تیرے سوا کسی کو کارساز بنالیں مگر تو خود ہی ان کو اور ان کے آباؤ اجداد کو فائدے دیتا رہا، یہاں تک کہ یہ تیرا ذکر بھلا کر ایک ہلاک ہونے والی قوم ہو گئے، (پھر اللہ تعالیٰ مشرکوں کو کہے گا اے مشرکو) جو دعویٰ تم آج کر رہے ہو اس میں وہ تم کو جھوٹا قرار دیں گے، پھر تم اللہ کے عذاب کا رخ بھی نہ پھیر سکو گے اور تمہارا حامی و ناصر بھی کوئی نہ ہوگا۔''

(الفرقان:19-17)

قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مشرکوں اور ان کے معبودوں سے سوال کرے گا تو ان کی حالت یہ ہوگی کہ وہ اپنے اوپر سے عذاب کو بھی ٹال نہیں سکیں گے اور اپنی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ مشرکین سے مخاطب ہو کر کہے گا کہ تم جن کو اپنا معبود گمان کرتے تھے انہوں نے تو تمہیں تمہاری باتوں میں جھوٹا قرار دے دیا ہے اور تم نے دیکھ لیا ہے کہ انہوں نے تم سے برأت کا اعلان کر دیا ہے گویا جن کو تم اپنا مددگار سمجھتے تھے وہ مددگار ثابت نہیں ہوئے کہ تم میرے عذاب کو اپنے سے پھیر سکو اور اپنی مدد کر سکو۔

''جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پکارا جاتا تھا اور انہیں اپنا سفارشی اور وسیلہ واسطہ سمجھا جاتا تھا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہیں گے کہ ہم خود تیرے سوا کسی کو کارساز نہیں سمجھتے تھے تو پھر ہم اپنی بابت کس طرح لوگوں کو کہہ سکتے تھے کہ تم اللہ کی بجائے ہمیں اپنا ولی اور کارساز بنالو۔

مسلمان بھائیو کیا ابھی بھی آپ یہی سمجھ رہے ہیں کہ یہ بت ہی ہیں

اللہ کے نیک بندے نہیں ہیں؟ اگر ابھی بھی سمجھ نہیں آ رہی تو آیت میں اس نکتے کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ کبھی کسی بت نے بھی دنیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو کارساز بنایا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ کام بندوں کا ہی ہے پتہ نہیں اتنا قرآن واضح ہونے کے باوجود کیوں سمجھ نہیں آ رہی دراصل ان کے عالموں نے حقیقت کو چھپایا ہوا ہے اور نہ عوام ہی کوشش کرتی ہے کہ تحقیق کریں بس ہر طرف شرک کی فراوانی ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ شرک جیسی لعنت سے محفوظ رکھے۔" (آمین)

اللہ تعالیٰ کا عیسیٰ علیہ السلام سے سوال

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ أَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلٰهَيْنِ مِنْ دُونِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ ۖ إِنْ كُنْتُ قُلْتُهُ فَقَدْ عَلِمْتَهُ ۖ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ ۖ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ○ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۖ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ○ (المائدہ:116-117)

"جب اللہ فرمائے گا اے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام! کیا آپ نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو اللہ کے علاوہ کارساز بنا لینا؟ وہ جواب دیں گے تیری ذات تو پاک ہے۔ میں وہ بات کیوں کہوں جو کہنے کا

مجھے حق نہ پہنچتا ہو، اگر میں نے کہا بھی ہوتا تو تجھ کو علم ہوتا کیونکہ تو میرے دل کی بات بھی جانتا ہے اور میں تیرے دل کی بات نہیں جان سکتا۔ بے شک تو غیب کو جاننے والا ہے۔ میں نے اس کے سوا انہیں کچھ نہیں کہا تھا مگر وہی جو تو نے مجھے حکم فرمایا تھا اور وہ یہ کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے۔ جب تک میں ان کے درمیان رہا میں ان کو دیکھتا رہا لیکن جب تو نے مجھ کو دنیا سے اٹھالیا تو ان کا نگہبان تو ہی تھا بے شک ہر چیز کو دیکھنے والا تو ہی ہے۔"

اتنا واضح قرآن پڑھ کر بھی اگر کوئی نہ سمجھے تو اس کی بدقسمتی ہے۔ پہلے بھی کئی دفعہ قرآن وحدیث سے واضح کیا جا چکا ہے کہ حقیقت میں بتوں کی نہیں بلکہ بزرگوں کی پوجا ہے۔ مشرکین مکہ کے جو بت تھے، وہ دراصل ان کے نیک لوگوں کے مجسمے تھے، جنہیں انہوں نے اللہ کے ہاں اپنا سفارشی اور وسیلہ بنایا ہوا تھا۔ لات، منات، ہبل، عزی صرف پتھر کی مورتیاں ہی نہیں تھیں، بلکہ بزرگ تھے، جس طرح آج کل پیر صاحب کی فوٹو سجا کر رکھی ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ محض کاغذ کو فریم میں سجا کر رکھا گیا ہے، بلکہ اس کے پیچھے کوئی ہستی کارفرما ہے، جس کو اللہ تک پہنچنے کے لئے سیڑھی کا کام لیا جاتا ہے۔ جس کو اللہ کے ہاں سفارشی اور واسطہ وسیلہ سمجھا جاتا ہے اور یہاں تک کہ لوگوں نے اپنا عقیدہ بنا رکھا ہے کہ یہ بزرگ قیامت کے دن ہمیں بخشوانے کا ذریعہ ہیں۔

مسلمان بھائیو! ذرا خوف خدا رکھتے ہوئے اور اپنی آخرت کی فکر کرتے ہوئے ایمانداری سے ذرا ٹھنڈے دل سے غور کریں اور سوچیں کہ کہیں ہم وہی کچھ تو نہیں کر رہے؟ جو پہلی قومیں کر کے ہلاک اور برباد ہوئیں، جس کا قرآن میں بار بار ذکر آتا ہے کہ وہ شرکیہ اعمال کے سبب ہلاک ہوئے۔

ذرا غور سے سوچیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ یہ بزرگوں کے درباروں کے چکر اور وہاں عرس میلوں میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا جمع ہونا آخر یہ

کس لئے ہے؟ وہ دربار جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ دنیا میں سب سے اعلیٰ جگہ مسجد ہے اور پھر اس دربار میں پانچ وقت حاضری کا حکم ہے۔ کیا کبھی وہاں بھی اتنا رش دیکھا ہے اور پھر قیامت کے دن سب سے پہلے سوال بھی یہی ہوگا کہ اس دربار کا چکر لگایا تھا یا نہیں یعنی نماز ادا کی تھی یا نہیں؟ میں قسم اٹھا کر یہ بات کہتا ہوں کہ قیامت کے دن کسی مسلمان سے یہ سوال نہیں ہوگا کہ فلاں بزرگ کے دربار پر گئے تھے یا نہیں؟ فلاں بزرگ کے دربار کی حاضری سے کیوں محروم رہے؟ فلاں بزرگ کی نذر و نیاز دی تھی یا نہیں؟ فلاں دربار پر بکرے کا چڑھاوا چڑھایا تھا یا نہیں؟ اللہ کے بندو! اس حقیقی حاجت روا اور مشکل کشا کو کیوں بھول گئے ہو؟ جس نے واضح طور پر اعلان کر رکھا ہے:

أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُونَ ○ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ○

"کیا یہ لوگ ان کو اللہ کا شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں وہ ان کی مدد کی بھی طاقت نہیں رکھتے اور اپنے لئے بھی کچھ نہیں کر سکتے۔" (الاعراف: 192-191)

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ○

"اے لوگو! تم سب اللہ کے در کے فقیر ہو اور اللہ ہی غنی اور حمید ہے۔"

(فاطر: 15)

اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کو سمجھایا ہے کہ اسی ایک اللہ کے فقیر اور محتاج بن جاؤ، پھر وہ اتنی عظمت اور قدرت اور طاقت والا ہے کہ اس کا در چھوڑ کر جو در بدر ٹھوکریں کھاتا پھرے گا اسے کیا کہا جا سکتا ہے۔ آپ خود ہی سوچ لیں۔

اگر ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو ایک اور جگہ دیکھیں قرآن نے کیا کہا ہے۔

اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ ؕ

''کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔'' (الزمر:36)

ہر چیز قرآن نے کھول کھول کر بیان کردی ہے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم سمجھ نہیں پار ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ابھی آپ نے پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے سوال کرے گا کہ کیا انہوں نے لوگوں کو اپنی اور اپنی والدہ کو معبود بنانے کا کہا تھا؟ اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تو بت نہیں ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور نبی ہیں، جنہیں لوگوں نے اپنا معبود اور کارساز بنا رکھا تھا۔

عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنا کارساز بنایا تو ان کی پکڑ ہوگئی، حالانکہ وہ اللہ کے نبی تھے۔یہی معاملہ اگر آج کوئی مسلمان اپنے بزرگوں سے یا اپنے نبی سے کرے، یعنی اپنے بزرگوں اور نبیوں کو اللہ کے سوا حاجت روا مشکل کشا، واسطہ وسیلہ اور بگڑیاں بنانے والا، مرادیں پوری کرنے والا، کھوٹی قسمت کھری کرنے والا، سمجھے تو کیا ایسا شخص اللہ کی پکڑ سے بچ جائے گا؟ پتہ نہیں کیا ہوگیا ہے، اس عظیم ہستی خالق کائنات کو چھوڑ کر لوگ کیوں ادھر ادھر ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔حالانکہ یہ سارے اختیارات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔آئیں دیکھیں قرآن ہمیں کس طرح سمجھا رہا ہے۔

ضَرَبَ لَکُمۡ مَّثَلًا مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ ہَلۡ لَّکُمۡ مِّنۡ مَّا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ مِّنۡ شُرَکَآءَ فِیۡ مَا رَزَقۡنٰکُمۡ فَاَنۡتُمۡ فِیۡہِ سَوَآءٌ تَخَافُوۡنَہُمۡ کَخِیۡفَتِکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ○

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک مثال خود تمہاری ہی بیان فرمائی ہے کیا تمہارے غلام تمہارے اس رزق میں برابر کے شریک ہوسکتے ہیں جو تم کو ہم نے دیا ہے؟ کیا تم ان سے اسی طرح ڈرتے ہو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو، اسی طرح ہم صاحب عقل لوگوں کے لئے آیات کھول کر بیان کرتے ہیں۔'' (الروم:28)

اگر قرآن میں غور وفکر کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اختیارات انسان کو دیئے ہیں حالانکہ وہ اسکے اپنے بھی نہیں ہیں پھر بھی وہ ان میں کسی اور کی دخل اندازی برداشت نہیں کرتا۔ ذرا سوچیۓ کہ اللہ کے لئے اس طرح کا تصور کیوں کر ہوسکتا ہے؟

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ان ہی کی مثال دے کر سمجھایا ہے کہ جب تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہارے غلام اور نوکر چاکر جو تمہارے ہی جیسے انسان ہیں وہ تمہارے مال ودولت میں شریک اور تمہارے برابر ہو جائیں تو پھر یہ کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ کے بندے چاہے وہ فرشتے ہوں پیغمبر ہوں، اولیاء وصالحین ہوں یا شجر وحجر کے بنائے ہوئے معبود ہوں وہ اللہ کے ساتھ شریک ہو جائیں جبکہ وہ بھی اللہ کے غلام اور اس کی مخلوق ہیں یعنی جس طرح پہلی بات نہیں ہوسکتی دوسری بھی نہیں ہوسکتی، اس لئے اللہ کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرنا اور انہیں بھی حاجت روا اور مشکل کشا سمجھنا بالکل غلط ہے دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح مثالیں دے دے کر بندوں کو سمجھا رہا ہے بندے پھر بھی اپنی مرادوں کے حصول کیلئے اسکا در چھوڑ کر درباروں اور مزاروں کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ کیا کبھی سوچا کہ ان قبر کے عقیدت مندوں نے اس دربار والے کو وہی اختیارات سونپ دیئے یا نہیں جن کا صرف اللہ تعالیٰ ہی حقدار ہے۔ پھر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا کیا بنے گا؟ یہ ایک آیت نہیں بلکہ بہت سی ایسی آیات ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے، اور آئندہ بھی ان شاء اللہ ہوگا یہ قرآن پڑھ کر بھی اگر کوئی بندہ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے مدمقابل کھڑا کرے گا تو پھر یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے کہ

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝

''بے شک تیرے رب کی پکڑ بہت سخت ہے۔'' (البروج: 12)

ابھی موقع ہے توبہ کا، اگر زندگی میں شرک سے توبہ کئے بغیر ہی بندہ مرگیا تو سوائے جہنم کی رسوائی کے کچھ نہیں ملے گا۔ پھر وہاں پتہ چلے گا کہ قبر پرستی اچھی تھی یا خدا پرستی۔

مشرکوں کیلئے مغفرت کی دعا نہیں

اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ سے اور دوسرے مسلمانوں کو مشرکین کی مغفرت کے لئے دعا مانگنے سے روک دیا، شرک ایسی بڑی لعنت ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا پھر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے بھی منع فرمادیا۔ آئیں دیکھیں اس بارے میں قرآن کا کیا حکم ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ○

''پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہونے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں۔'' (التوبہ:113)

اس آیت کی تفسیر صحیح بخاری میں اس طرح ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کے چچا بزرگوار ابوطالب کا آخری وقت آیا تو نبی ﷺ ان کے پاس گئے وہاں ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا چچا جان لا الٰہ الا اللہ پڑھ لیں تاکہ میں اللہ کے ہاں آپ کے لئے حجت پیش کرسکوں، ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا اے ابوطالب کیا عبدالمطلب کے مذہب سے انحراف کرو گے (یعنی مرتے وقت یہ کیا کرنے لگے ہو حتیٰ کہ اسی حال میں ان کی وفات ہوگئی)۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جب تک اللہ کی طرف سے مجھے روک نہیں دیا جائے گا، میں آپ کے لئے استغفار کرتا رہوں گا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی، جس میں مشرکین کے لئے مغفرت کی دعا کرنے سے روک دیا گیا ہے۔ (بخاری، کتاب التفسیر، التوبہ:4675)

یاد رہے نبی اکرم ﷺ نے اپنی مشرک قوم کے لئے جو دعا فرمائی تھی۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

''اے اللہ! میری قوم بے علم ہے، اس کی مغفرت فرما دے۔''

(بخاری:3477، مسلم:1792)

یہ اس آیت کے منافی نہیں ہے اس لئے کہ اس کا مطلب ان کے لئے ہدایت کی دعا ہے یعنی وہ میرے مقام ومرتبہ سے ناآشنا ہے اسے ہدایت سے نواز دے تاکہ وہ مغفرت کے اہل ہو جائیں۔ زندہ کفار ومشرکین کے لئے ہدایت کی دعا کی جاسکتی ہے۔

فرشتوں کا روح قبض کرتے وقت سوال

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان گنت دفعہ شرک کی مذمت کی ہے اور ہر طرح سے انسان کو سمجھایا ہے کہ وہ شرک سے بچ جائے۔ کبھی بندوں کو ان ہی کی مثال دے کر کبھی ان کی کمزوری کا ذکر کر کے جن کو اللہ کے سوا پکارا جاتا ہے۔ کبھی جہنم کی سزا کا تذکرہ کر کے، کبھی ایک دوسرے کی مذمت کرنے کا ذکر کر کے، غرضیکہ ہر طریقہ سے انسان پر واضح کیا گیا ہے تاکہ شرک سے بچا جاسکے اس کے باوجود بھی اگر کوئی بندہ غیر اللہ کو ہی اللہ تعالیٰ کے سوا سب اختیارات دے دے تو اس سے بڑی بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے۔

آیئے ذرا قرآن کی طرف دیکھیں کہ اللہ وحدہ لاشریک نے کیا فرمایا ہے۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ○

''سو اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتائے ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ان کو مل جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی جان قبض کرنے آئیں گے تو کہیں گے کہ وہ

کہاں گئے جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے تھے، وہ کہیں گے کہ سب ہم سے غائب ہو گئے اور پھر وہ اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے۔" (الاعراف:37)

اگر انبیاء کرام علیہم السلام بھی شرک کرتے......:

شرک ایسی موذی بیماری ہے جس کے ارتکاب سے اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ آدمی اگر ساری زندگی نیکیاں کرتا رہے اور اپنے آپ کو گناہ سے بچاتا رہے تو ایسا آدمی اللہ کے ہاں اجر وثواب کا مستحق ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہ کیا ہو۔ جیسا کہ قرآن نے واضح کیا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ۝ (الانعام:82)

"جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط ملط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔"

سب سے اعلیٰ وارفع پیغمبروں کا مقام ہوتا ہے۔ اب آپ خود ہی سوچیں کہ انبیاء کے علاوہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوں، پھر نبیوں سے شرک کے ارتکاب کا سوچا بھی نہیں جا سکتا، کیونکہ پیغمبر اللہ کی حفاظت اور عصمت میں ہوتا ہے اور اس سے شرک کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان نبیوں کا ذکر کر کے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر یہ بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی اکارت ہو جاتے دراصل اللہ تعالیٰ نے امتوں کو شرک کی خطرناکی اور ہلاکت سے آگاہ کیا ہے آئیں دیکھیں ان انبیاء کے بارے میں قرآن کیا کہہ رہا ہے۔

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ (الانعام:88)

"اللہ کی ہدایت یہی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کی ہدایت کرتا ہے اور اگر بالفرض یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے تھے سب اکارت ہو جاتے۔"

اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں واضح طور پر شرک کی مذمت کی ہے حتیٰ کہ نبیوں کو بھی تنبیہ کر دی کہ اگر ان سے بھی شرک سرزد ہو جاتا تو ان کے اعمال بھی اکارت ہو جاتے۔ اب دیکھیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اسی قسم کا خطاب کیا ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرک کے ارتکاب کی توقع ہی نہیں کی جاسکتی۔ جو خود لوگوں کو توحید کی دعوت دینے والے ہوں اور شرک سے روکنے والے ہوں وہ کس طرح شرک میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟ نبی تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں، دراصل امت کو سمجھانا مقصود ہے۔ آئیں قرآن پڑھتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا:

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ○ (الزمر:65)

"یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو خسارہ پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔"

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ○ (القصص:87)

"خیال رکھئے کہ یہ کفار آپ کو اللہ کی آیتوں کی تبلیغ سے روک نہ دیں

جب کہ یہ آپ کی طرف اتاری گئیں۔ آپ اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔''

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ ان کافروں کی باتیں ان کی ایذا رسانی اور ان کی طرف سے تبلیغ و دعوت کی راہ میں رکاوٹیں آپ کو قرآن کی تلاوت اور اس کی تبلیغ سے نہ روک دیں بلکہ آپ پوری تندہی اور یکسوئی سے رب کی طرف بلانے کا کام کرتے رہیں اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ سنیئے جو شرک کی مذمت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوا ہے:

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ۝

''پس اے نبی! اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو، ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔'' (الشعراء:213)

مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر سید المرسلین جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے بڑے فیصلہ کن اور دو ٹوک انداز میں یہ بات ارشاد فرما دی ہے کہ شرک کا ارتکاب اگر تم نے بھی کیا تو نہ صرف یہ کہ تمہارے سارے اعمال بھی ضائع کر دیئے جائیں گے بلکہ دوسرے مشرکین کے ساتھ جہنم کا عذاب بھی دیا جائے گا اب آپ شرک کی لعنت کا خود ہی اندازہ لگالیں کہ ایک ادنیٰ آدمی سے لے کر نبیوں تک کسی کے لئے بھی آخرت میں معافی کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں شیطانی حملوں سے محفوظ رکھے اور توحید و سنت پر قائم و دائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دھوکہ کیوں؟

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں پوری کائنات کے جو انسان اب تک پیدا ہو چکے

ہیں اور جو قیامت تک پیدا ہونگے سب کی روحوں کو اکٹھا کر کے اپنے رب ہونے اور پھر اس کے ساتھ شرک نہ کرنے کا وعدہ لیا۔

جیسا کہ قرآن حکیم سے واضح ہے آئیں پڑھتے ہیں۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰي شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ○ اَوْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اَشْرَكَ اٰبَاۗؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ○

''اور جب آپ کے رب نے آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں، ہم سب گواہی دیتے ہیں۔ تا کہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہہ سکو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھے یا یوں کہو کہ پہلے پہلے شرک تو ہمارے بڑوں نے کیا اور ہم ان کے بعد ان کی نسل میں ہوئے، سو کیا ان غلط راہ والوں کے فعل پر تو ہم کو ہلاکت میں ڈال دے گا؟'' **(الاعراف:172)**

قرآن پڑھ کر ایک نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کی ربوبیت کی یہ گواہی ہر انسان کی فطرت میں شامل ہے۔ یہ فطرت یا دین فطرت یہی رب کی توحید اور اس کی نازل کردہ شریعت ہے جو اب اسلام کی صورت میں محفوظ اور موجود ہے۔ دوسرا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کی گواہی اس لئے لی تا کہ تم یہ عذر پیش نہ کر سکو کہ ہم تو غافل تھے یا ہمارے باپ دادا شرک کرتے آئے تھے، یہ عذر قیامت والے دن بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہوں گے۔

اب ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ سے اس کی ربوبیت اور اس کے ساتھ شرک نہ کرنے کا جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنا ہوگا۔ اگر کوئی اس عہد کو توڑے گا تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دھوکہ ہوگا یا نہیں؟ ذرا غور سے سوچیں! پھر جب نبی ﷺ نے مکہ کے مشرکوں کو توحید کی دعوت دی تو جنہوں نے اس دعوت کو قبول کر لیا، وہ شرک سے باز آ گئے اور جنہوں نے دعوت توحید کو قبول نہ کیا، وہ مشرک کے مشرک ہی رہے۔ اب جنہوں نے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھا، انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اللہ کے سوا کوئی حاجت روا، مشکل کشا نہیں، اللہ کے سوا کوئی روزی دینے والا نہیں، اللہ کے سوا کوئی کھوٹی قسمت کھری کرنے والا نہیں، گویا کلمہ پڑھ کر یہ اقرار کیا کہ ان سب اختیارات کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کلمہ توحید کا اقرار کر لینے اور ان کی رسالت مان لینے کے بعد پھر بھی اگر کوئی ان سارے اختیارات کو اللہ کے سوا کسی اور میں مانے یعنی وہی عقیدہ رکھے، جو مشرکین مکہ کا تھا، تو کیا یہ نبی ﷺ کے ساتھ دھوکا ہوگا یا نہیں؟ ذرا غور سے سوچیں۔

شرک کی ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں سے بچ جائیے

انسانی معاشرے میں تمام تر شر و فساد کی اصل بنیاد شرک ہی ہے شرک کا زہر جس تیزی سے معاشرے میں سرائیت کر رہا ہے اسی تیزی سے پوری قوم ہلاکت اور بربادی کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہے، میں نے اس باب میں شرک سے پیدا ہونے والے دنیاوی اور اُخروی نقصانات، ہلاکت اور تباہی کی پوری پوری نشاندہی کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن حکیم سے ہر چیز کو اس طرح واضح کیا ہے کہ اب اس صورتحال کا تقاضا یہ ہے کہ عقیدہ توحید کا شعور رکھنے والے لوگ انفرادی اور اجتماعی ہر سطح پر شرک کے خلاف جہاد کرنے کا عزم کریں، اپنے اپنے گھروں میں اہل و عیال پر توجہ دیں، اس کے بعد اپنے عزیز و اقارب دوست و احباب پر توجہ دی جائے، پھر ہر محلہ اور بستی

بستی جا کر عقیدہ توحید کو اجاگر کیا جائے اور لوگوں کو شرک کی ہلاکت خیزیوں اور تباہ کاریوں سے آگاہ کیا جائے۔

ایک حدیث شریف میں ارشاد نبوی ہے

"جب لوگ کوئی خلاف شرع کام ہوتا دیکھیں اور اسے نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل فرما دے۔"

(ابن ماجہ۔ ترمذی۔ سنن ابی داؤد: 4338)

ایک اور حدیث میں نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو، ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے گا پھر تم اس سے دعا کرو گے تو وہ تمہاری دعا قبول نہیں کرے گا۔" **(ترمذی ابواب الفتن-2169)**

ذرا غور کیجئے کہ اگر عام گناہوں سے لوگوں کو نہ روکنے پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو سکتا ہے تو پھر شرک، جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑا گناہ (ظلم) قرار دیا ہے، کو نہ روکنے پر عذاب کیوں نہ نازل ہوگا؟ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو توحید پر قائم رکھے اور شرک جیسی لعنت سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

مجھے میرے سوال کا جواب چاہیے

شرک کرنے والے لوگوں میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں جو رسالت اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، مثلاً نبی ﷺ کے زمانے میں مشرکین مکہ یا آج کے دور میں ہندومت کے پیروکار انہیں کافر مشرک کہا جا سکتا ہے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر، رسالت پر اور آخرت پر ایمان رکھنے کے باوجود شرک کرتے ہیں، اس چیز کی گواہی خود قرآن مجید نے دی ہے۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝ (الانعام: 82)

"جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے ایسوں ہی کے لئے امن ہے اور وہی راہ راست پر چل رہے ہیں۔"

یہاں ظلم سے مراد شرک ہے جس طرح لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ (لقمان: 13)

"یقیناً شرک ظلم عظیم ہے۔"

ایک اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ۝ (یوسف: 106)

"ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے مشرک ہیں۔"

قرآن نے اس حقیقت کو بڑی وضاحت کے ساتھ کئی جگہ بیان فرمایا ہے کہ مشرکین مکہ یہ تو مانتے ہیں کہ آسمان وزمین کا خالق، مالک، رازق اور مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اسکے باوجود عبادت میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتے ہیں اور یوں اکثر لوگ مشرک ہیں۔

دیکھیں ان دونوں آیات سے واضح ہو گیا کہ کلمہ پڑھنے والا بھی مشرک ہو سکتا ہے جسے کلمہ گو مشرک کہا جا سکتا ہے۔ موجودہ دور میں اکثر لوگ مشرکین مکہ کے بارے میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ بت پوجتے تھے اور ایمان بھی نہیں لائے تھے، اس لئے مشرک ٹھہرائے گئے، یہ حقیقت قرآن اور حدیث کی روشنی میں کھل کر سامنے آ چکی ہے کہ وہ بت ان کے نیک لوگوں کے مجسمے تھے جن کے سامنے وہ اپنی عبادت کے مراسم بجالاتے تھے، اسی طرح قرآن اور حدیث کے مکمل ثبوت اور دلائل سے شرک کی حقیقت اور اس سے پیدا ہونے والے نقصان اور خرابیاں بھی آپ کے سامنے آ چکی ہیں۔

میرا سوال یہ ہے

کہ آج ایک کلمہ پڑھنے والا مسلمان مشرکین مکہ اور ان کے بتوں (نیک لوگوں) والے معاملات اپنے پیروں، ولیوں اور بزرگوں کی تصویروں یا ان کی قبروں، درباروں اور مزاروں کے ساتھ کرے تو یہ کس کھاتے میں شمار ہوگا؟ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری سب مسلمان بہن بھائیوں سے درخواست ہے کہ اللہ کے لئے اس نکتے کو سمجھنے کی کوشش کریں، کیونکہ آج کے قبر پرستوں کا شرک بھی یہی ہے کہ وہ قبروں میں دفن بزرگوں کو صفات الوہیت کا حامل سمجھ کر انہیں مدد کیلئے پکارتے بھی ہیں اور عبادت کے بہت سارے مراسم بھی ان کے لئے بجالاتے ہیں۔ یعنی عبادت کی قسم کے بہت سارے کام جن کا تعلق ظاہری، اقوال واعمال سے ہے یا باطنی جذبہ واحساسات سے ہے وہ اللہ کے علاوہ دوسروں کے لئے کئے جارہے ہیں۔ مثلاً

نذر نیاز، منت چڑھاوا: صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی کی جارہی ہے، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

آپ نے اپنی زندگی میں یہ چیز ضرور دیکھی ہوگی کہ درباروں، مزاروں پر نذریں، نیازیں دی جاتی ہیں، منتیں مانی جاتی ہیں اور چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ کیا کبھی یہ کسی نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ ہی سب نعمتیں دینے والا ہے اور اسی کا شکر ادا کرنا چاہیے؟ یہ کتنی جہالت ہے کہ نعمت اللہ تعالیٰ عطا کرے اور شکر یہ دوسروں کا ادا کیا جائے۔ نذریں نیازیں دوسروں کی دی جائیں۔

رکوع، سجود : صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کیلئے بھی ہورہی ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

آپ نے دیکھا ہوگا کہ قبروں پر سجدے ہورہے ہیں لوگ روتے ہیں، دوہائیاں

دے دے کر قبر والے کو پکارتے ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ایک آدمی کو دیکھا اس نے سجدے کی حالت میں ہی سڑک پار کی اور سڑک کے ساتھ ہی دوسری طرف دربار میں داخل ہوا۔ کاش! یہ سب کچھ اس پروردگار کے لئے ہوتا جس کی نعمتوں کے ہم مزے لوٹ رہے ہیں۔

نماز: عبادت کی روح ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور یہ عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی ہو رہی ہے اور اپنی ہی نمازیں بنالی گئی ہیں کیا یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

اب آپ حیران ہوں گے کہ نمازیں تو وہی ہیں جو اللہ اور رسول نے بتائی ہیں ان کے علاوہ کون سی نماز ہے جو خود بنالی گئی ہے میرے بھائیو ''صلوٰۃ غوثیہ'' کا پتہ کرو کہ یہ کہاں سے آگئی ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی اپنا ہی ایجاد کرلیا گیا ہے وہ یہ کہ نماز کے اختتام پر کعبہ کی طرف نہیں بلکہ بغداد کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم چلنا ہے اور ہر قدم پر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو پکارنا ہے تاکہ وہ مشکلات دور کردیں اور حاجات پوری کردیں۔ (استغفر اللہ)

حج و عمرہ: اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جو اللہ کے علاوہ دوسروں کے لئے بھی کی جارہی ہے۔ جیسا کہ شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر بھی ایک حج ہوتا ہے اور بیت اللہ کی طرح حج کے مناسک ادا کئے جاتے ہیں اور اس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ بیت اللہ کا حج امیروں کا حج ہے اور یہاں غریبوں کا حج ہوتا ہے، اللہ معاف کرے، شیطان نے کس طرح ان لوگوں کی عقل پر پردہ ڈال دیا ہے۔ ان کو یہ پتہ نہیں کہ حج صاحب استطاعت پر فرض ہے، غریب آدمی سے تو یہ پوچھا ہی نہیں جائے گا کہ اس نے حج کیوں نہیں کیا؟ لہٰذا غریب آدمی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ خودساختہ قلندری حج ادا کرے؟ مسلمان بھائیو! خدا کے لئے سمجھو۔ کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

طواف: اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جو بیت اللہ کے علاوہ کسی اور جگہ نہیں ہوسکتا جیسا کہ آج کل قبروں کا طواف بھی کیا جارہا ہے کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

دعا: عبادت ہے اور اسے عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے کہ اس سے دعا مانگی جائے لیکن اللہ کے علاوہ دوسروں سے بھی دعائیں مانگی جارہی ہیں۔ کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

مسجدوں میں اللہ کے علاوہ غیر اللہ کو پکارا جارہا ہے حالانکہ قرآن نے واضح طور پر یہ بات سمجھائی ہے کہ

وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا○ (الجن: 18)

''مسجدیں صرف اللہ کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارو۔''

آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ مسجد میں غیر اللہ کو پکارا جارہا ہے ایک مسجد میں میں نے دیکھا کہ دیواروں پر مختلف قسم کے شعر لکھ کر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے دعائیں کی گئی ہیں۔ ایک اشتہار چھپوا کر مسجد میں لگایا ہوا تھا جس پر لکھا تھا ''المدد یا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

میرے مسلمان بھائیو! خدا کے لئے ذرا سمجھو کہ جن کو ہم مشرکین مکہ کہتے ہیں۔ کیا بالکل وہی عقیدہ اور نظریہ آج کے مسلمانوں کا ہے یا نہیں؟

اللہ کا ڈر اور خوف: عبادت ہے لیکن یہ عبادت بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسروں کی ہورہی ہے کیا یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اللہ کے ڈر اور خوف کے علاوہ کسی دوسرے کا ڈر اور خوف کیسے ہوسکتا ہے؟ میں بتاتا ہوں ذرا سمجھنے کی کوشش کرنا، اگر کوئی بندہ چوری کر لے تو اس کو یہ کہا جائے کہ تم چور ہو، وہ کبھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہوگا بلکہ قسمیں اٹھائے گا اور کہے گا کہ بے شک میرے سر پر قرآن رکھ دو، مجھے مسجد میں لے چلو میں

چور نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے چوری کی ہے، اگر اسے یہ کہا جائے کہ تم ہی ہمارے چور ہو چلو فلاں دربار پر، لگاؤ کنڈے کو ہاتھ اور کھولو دربار کا دروازہ تو وہ قبر والے بزرگ کے ڈر اور خوف سے تھر تھر کانپنے لگ جائے گا اور فوراً کہے گا کہ میں ہی تمہارا چور ہوں یہ لو اپنا مال۔ میرے مسلمان بھائیو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو کیا ایسا ہے یا نہیں؟ آپ ہی اب بتائیں کہ یہ اللہ کا ڈر اور خوف ہے یا غیر اللہ کا؟

اللہ پر توکل یقین بھروسا: عبادت ہے اور یہ عبادت بھی اللہ کے علاوہ دوسروں کی ہو رہی ہے کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

آج مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ضرور ہے لیکن یقین اتنا نہیں ہے جتنا دوسروں پر ہے اسی لئے تو وہ لڑکا لڑکی لینے کے لئے درباروں پر نذریں نیازیں مانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا: عبادت ہے اور یہ عبادت بھی اللہ کے علاوہ دوسروں کی ہو رہی ہے کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

جیسا کہ قرآن میں ہے:

اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝ (الفاتحه: 4)

''ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

اللہ کے نام پر وقف کردینا: عبادت ہے اور یہ عبادت بھی اللہ کے علاوہ دوسروں کی ہو رہی ہے کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ یہ کیسے ہو رہا ہے کیا یہ آپ نے کبھی نہیں دیکھا کہ کئی لوگوں نے کنال یا دو کنال جگہ درباروں کے لئے وقف کی ہوتی ہے یا کوئی جانور یا کوئی اور چیز اللہ کے علاوہ غیر اللہ کے لئے وقف کر دیتے ہیں، حالانکہ جو بھی خرچ کرنا چاہیے وہ صرف اللہ کا قرب، اس کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ سے محبت: عبادت ہے اور یہ بھی اللہ کے علاوہ

دوسروں کی ہورہی ہے کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

ایک مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ سے ہونی چاہیے، لیکن کچھ لوگ اللہ سے زیادہ محبت اپنے بزرگوں اور پیروں، فقیروں سے رکھتے ہیں آپ سوچ رہے ہوں گے کہ وہ کیسے؟ اگر اللہ اور رسول کی بات ہو تو یہ اتنی دلجمعی سے توجہ نہیں دیتے، اگر بزرگوں کی باتیں شروع ہو جائیں تو ساری ساری رات سناتے جائیں گے اور بڑے خوش ہوں گے، آپ نے اکثر یہ دیکھا ہوگا اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اللہ سے زیادہ محبت ان لوگوں کو غیر اللہ سے ہے۔

نبی ﷺ سے محبت: عبادت ہے اور یہ عبادت بھی اللہ کے علاوہ دوسروں کی ہورہی ہے کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ نبی ﷺ سے زیادہ محبت کسی اور سے کیسے ہوسکتی ہے بات دراصل یہ ہے کہ محبت ایک ایسی چیز ہے جس کو دیکھا نہیں جا سکتا اس کو جانچنے اور پرکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آدمی جس سے محبت کرتا ہے اسکی ہر بات ماننے کے لئے تیار ہوتا ہے آج آپ کے سامنے نبی ﷺ کے احکامات کی پرواہ نہیں کی جاتی، نبی ﷺ کی سنت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا میرا ایک رشتہ دار ہے اس نے مجھے کہا کہ میں پان اس لئے کھاتا ہوں کہ یہ میرے پیر کی سنت ہے میں نے کہا جس نبی سے محبت کے دعوے کرتے ہو اور جس کا کلمہ پڑھا ہے کبھی اس کی سنت کا بھی خیال رکھا ہے؟ میرے بھائیو! میں اپنی طرف سے نہیں لکھ رہا ہوں یہ سب کچھ آپ کی آنکھوں کے سامنے ہورہا ہے۔

اللہ اور رسول کی اطاعت: عبادت ہے اور یہ عبادت بھی اللہ کے علاوہ دوسروں کی ہورہی ہے کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں ہے؟

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ اللہ کی اور رسول کی اطاعت کے علاوہ دوسروں کی اطاعت کیسے ہورہی ہے اور یہ عبادت اللہ کے علاوہ دوسروں کی کیسے ہوسکتی ہے؟

تو سنو! آج اللہ رسول کی اطاعت کی بجائے اپنے بزرگوں کی اطاعت کو ترجیح دی جا رہی ہے۔ آپ کو اسی معاشرے میں ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے شادی نہیں کی وہ کہتے ہیں کہ ابھی امر نہیں ہوا یعنی پیر صاحب کی اجازت نہیں ہوئی۔ امر ہوگا پھر شادی کریں گے۔ اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ یہ امر تو چودہ سو سال پہلے ہی ہو چکا ہے کیا نبی ﷺ نے یہ حکم نہیں دیا تھا جو کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا اے نوجوانوں کے گروہ! تم میں سے جو خرچ کی طاقت رکھے وہ نکاح کرلے اس لئے نکاح آنکھوں کو نیچا کر دیتا ہے اور شرمگاہ کو زنا وغیرہ سے بچا دیتا ہے اور جو خرچ کی طاقت نہ رکھے وہ روزہ رکھے کہ گویا یہ اس کے لئے خصی کرنا ہے۔

(مسلم:3400)

ایک اور حدیث میں فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے جو میری سنت سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں۔ **(ابن ماجہ:1846)**

میرے بھائیو! اس طرح کی بہت سی مثالیں ہیں اب خود ہی بتائیں کہ یہ اللہ اور رسول کی اطاعت ہے یا اس بزرگ کی اطاعت ہے جس کے امر کا انتظار کیا جا رہا ہے، کیا یہ اللہ کی عبادت میں شرک نہیں؟ اسی طرح عبادت کی اور بہت سی قسمیں ہیں جو غیر اللہ کے لئے ہو رہی ہیں۔ اختصار کی خاطر چند عبادات کا ذکر کر دیا گیا ہے۔

ان عبادات کی تفصیل جاننے کے لئے ہماری کتاب ”عبادت کیسی اور کس کے لئے“ کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہر مسلمان کو دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے اور سب کی دنیا اور آخرت بہتر بنائے۔ (آمین)

حقیقت کو پہچانیں

آپ کتاب سے شرک کی حقیقت اور اس کے نقصانات کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں سب کچھ پڑھ چکے ہیں، اب ہم دیکھیں گے کہ واقعی ہمارا نظریہ، ہمارا عقیدہ، ہماری سوچ، ہماری فکر اور ہمارا عمل قرآن وحدیث کے مطابق ہے بھی یا نہیں؟ اگر یہ چیزیں قرآن وحدیث کے مطابق ہیں تو ہم کامیاب ہیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو سمجھ لیں کہ ہم اپنی حقیقی منزل کو چھوڑ کر اس سے دور بھاگ رہے ہیں، میں چند چیزوں کا ذکر کروں گا تاکہ قرآن وحدیث کو سامنے رکھتے ہوئے ہم اصل حقیقت کو پہچان سکیں کہ توحید کیا ہے اور شرک کیا ہے؟

ہم کہہ رہے ہیں:۔ اے مولیٰ علی اے شیر خدا میری کشتی پار لگا دینا۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ پس جب یہ لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہیں، اس کیلئے عبادت کو خالص کر کے، پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو اسی وقت شرک کرنے لگتے ہیں۔ **(العنکبوت:65)**

ہم کہہ رہے ہیں:۔ رکھ لاج میری لج پال بچالے مینوں غم توں قلندر لال۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ جو شخص عزت حاصل کرنا چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کی ساری عزت ہے، تمام تر ستھرے اعمال اسی کی طرف چڑھتے ہیں اور نیک عمل ان کو بلند کرتا ہے۔ **(فاطر:10)**

ہم کہہ رہے ہیں:۔ نورانی نور ہے ہر بلا دور ہے۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب وماہتاب کو اسی نے کام میں لگا رکھا ہے۔ ہر ایک معیاد معین پر چل رہا ہے، یہی ہے اللہ تم سب کو پالنے والا، اسی کی سلطنت ہے۔ جنہیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ (فاطر:13)

ہم کہہ رہے ہیں:۔ بری بری امام بری میری کھوٹی قسمت کرو کھری۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کا دور کرنے والا اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھ کو اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچانا چاہے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ (انعام:17)

ہم کہہ رہے ہیں:۔ شہباز کرے پرواز تے جانے راز دلاں دے۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے۔ بیشک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا۔ (فاطر:38)

ہم کہہ رہے ہیں:۔ کچھ بھی مانگنا ہے در مصطفےٰ سے مانگ۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔ (المومن:60)

ہم کہہ رہے ہیں:۔ بھر دو جھولی میری یا محمد۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ کہہ دیجئے کہ مجھے تمہارے کسی نفع نقصان کا اختیار نہیں۔ (الجن:21)

ہم کہہ رہے ہیں:۔ بابا شاہ جمال پتر دے دے رتا لال

قرآن کہہ رہا ہے:۔ آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے، بیٹیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے یا انہیں جمع کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے وہ بڑے علم والا اور

قدرت والا ہے۔(الشوریٰ: 50-49)

ہم کہہ رہے ہیں:۔ ترا کھانواں میں تیرے گیت گاواں یارسول اللہ۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں کچھ بھی تو روزی نہیں دے سکتے اور نہ کچھ قدرت رکھتے ہیں۔ (نحل:73)

ہم کہہ رہے ہیں:۔ یا علی مدد۔

قرآن کہہ رہا ہے:۔ اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکتا اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر اور کون ہے جو اس کے بعد تم کو مدد دے اور مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ پر بھروسہ رکھیں۔(آل عمران: 160-159)

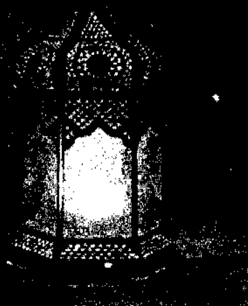
اخوکم فی الدین

محمد دین عابد

اذکارِ نبوی ﷺ اور محقق دعائیں

حصن المسلم

مع ترجمہ



تالیف: فضیلۃ الشیخ سعید بن علی القحطانی

ترجمہ: محمد ابوبکر فاروقی

مؤلف کی دیگر تالیفات

- ......صحیح عقیدہ علم غیب

مسئلہ علم غیب کی قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت

- ......حقیقی وسیلہ کی تلاش (زیر طبع)

وسیلہ کیا ہے؟ اللہ کا قرب کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ وسیلہ کی حدود و قیود کی نشاندہی

- ......اسلام میں نورانیت اور بشریت کا صحیح تصور (زیر طبع)

نورانیت اور بشریت کی حقیقت قرآن وسنت کی روشنی میں

- ......فرقہ واریت سے نجات کیسے؟ (زیر طبع)

اس معاشرتی ناسور سے بچاؤ کیسے ممکن ہے؟ قرآن وسنت اور تاریخ سے مزین استدلال کیساتھ

- ......عبادت کیسی اور کس کے لیے؟ (زیر طبع)

عبادت کا مفہوم، حقیقت اور تقاضے بیان کرنے کے ساتھ ساتھ، مروجہ عبادات کا تنقیدی مطالعہ

- ......عقیدہ توحید کے تقاضے (زیر طبع)

توحید کے موضوع پر کتب میں ایک خوبصورت اضافہ، مصنف کی سالہا سال کی شب و روز محنت کا نچوڑ، ایک منفرد انداز میں عقیدہ درست کرنے والی کتاب